فہرست

نمبر شمار	مضمون	نام مصنف	صفحات
۱	دیباچہ	مؤلف	۵
۲	حمد	صوفی غوث علی شاہ خاقان بیابانی	۱۷
۳	نعت	ایضاً	۱۹
۴	منقبت	ایضاً	۲۰
۵	اظہار منظر	مؤلف	۲۱
۶	مدح شعراد پوسد	ایضاً	۲۳
۷	اظہار خاقان	ایضاً	۲۶
۸	کلام خاقان	صوفی غوث علی شاہ خاقان بیابانی	۲۹
۹	حقیقت منظر	مؤلف	۹۵
۱۰	کلام منظر	سید منظر علی منظر	۹۷
۱۱	کلام کامل	مؤلف	۱۲۷
۱۲	کلام شور	مرزا منظور حسین شور	۱۷۱
۱۳	کلام حاذق	شیر محمد خاں حاذق	۱۷۹

1987

نمبر شمار	مضمون	نام مصنف	صفحات
۱۴	حذاقت حاذق	مؤلف	۱۸۰
۱۵	کلام ساحر	الطاف حسین ساحر	۱۹۳
۱۶	افسون ساحر	مؤلف	۱۹۴
۱۷	کلام اسرار	اسرار حسن خاں اسرار	۲۰۵
۱۸	شخصیت اسرار	مؤلف	۲۰۶
۱۹	متفرق کلام	شعراء پوسد	۲۱۷
۲۰	قطعات تاریخ تالیف و طبع	شعراء پوسد و مؤلف	۲۳۲

جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

دُنیا میں جملہ علوم و فنون کی ترقی جس سرعت کے ساتھ ہو رہی ہے اُس کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ ہے۔ کل جو علوم و فنون ابتدائی درجے میں خیال کئے جاتے تھے آج انسان اُن کو ترقی کے انتہائی منازل تصور کرتا ہے اور کیا عجب ہے کہ آج کی انتہائی ترقی آیندہ آنے والی نسلوں میں محض ابتدائی درجے میں شمار کی جائے اور وہ ہم پر مضحکہ اُڑائیں۔

اُردو زبان کی شاعری ہی کو لیجئے اس نے جو ارتقائی منازل طے کئے ہیں اُن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ولی دکنی۔ **میر تقی**۔ سودا۔ انشا۔ **جرأت**۔ **مصحفی** وغیرہ شعراء کی قابلیت و علمیت سے کون انکار کر سکتا ہے لیکن آج اُس زبان میں شاعری کی جائے تو نہ معلوم کیا کیا اعتراضات ہونے

لگیں۔ مزید برآں عوام کے لئے "مزاحیات" کا کافی مواد فراہم ہو جائے یا اگر متقدمین شعرا زندہ ہو جائیں تو وہ ہماری موجودہ شاعری پر تمسخر اڑانے لگیں۔ دنیا کی ہر زبان اس اصول سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ کیا آج شکسپیر کی انگریزی مروج ہے؟ اور کیا آج ایران میں وہی فارسی بولی جاتی ہے جو سعدیؔ و حافظؔ کے زمانے میں مروج تھی پھر اگر اردو زبان قدرت کے اس اصول مسلمہ سے نہ بچ سکی تو کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ آج اردو کا مبتدی شاعر بھی ٹک جھمکڑا وغیرہ الفاظ اپنی شاعری میں استعمال نہیں کر سکتا۔ لیکن یہی الفاظ اس زمانے کے بہترین شعرا کی روزمرہ کی زبان میں داخل تھے۔ اردو زبان نے اس قلیل عرصے میں جو تعجب انگیز ترقی کی ہے وہ واقعی قابل رشک ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ اس کے بانی مبانی کا ذوق اور ان سلاطین کی سرپرستی ہے جو بعد میں سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اس کے علاوہ شعرا متقدمین نے بھی نہایت سعی و کوشش سے اس کو ترقی دی اور یہ انہی کی مساعی جمیلہ تھی کہ اردو زبان آج دنیا کی بہترین زبانوں کے دوش بدوش ترقی یافتہ شکل میں کھڑی نظر آتی ہے۔ اور بقول جناب سید راس مسعود صاحب بی۔ اے۔ آکسن وائس چانسلر علیگڑھ یونیورسٹی، "اگر اردو شاعری کے بہترین حصے کا کسی دوسری زبان کی اچھی نظم کا مقابلہ کیا جائے تو اول الذکر کا درجہ گرا ہوا نہ رہے گا" جب اس حقیقت پر غور کیا جائے تو اس کا مستقبل نہایت شاندار اور درخشاں

نظر آتا ہے۔

ہر ایک قوم کی تہذیب و شائستگی، ذہنیت و مذہبیت کا صحیح اندازہ اُس کے ادبیات سے کیا جاتا ہے کیونکہ اِس میں اُس قوم کے خیالات مرکوز رہتے ہیں۔ کیا آج **ابوالفضل**، **فیضی**، **فردوسی**، **حافظ** و **غالب** کی تحریرات سے اُس زمانے کے ماحول کا پتہ نہیں چلتا؟ اور حقیقت میں اُنھوں نے جو ادبیات کی خدمت کی ہے اُس کو ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ زبان کی ترقی کے جہاں اور مختلف ذرائع ہیں اُن میں سے شاعری بھی ایک ہے اور میری دانست میں یہ ذریعہ سب سے زیادہ کوثر ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اوپر تحریر کیا ہے اُردو زبان کی ترقی ایک حد تک شعراء متقدمین کی کوشش کی بھی رہین منت ہے۔ ترقی زبان کے اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب سید **مظہر علی** صاحب **مظہر** ہیڈ ماسٹر ایڈو اینگلو اُردو سکول پوسد خلف جناب سید خیرات علی صاحب نشتر سرکل انسپکٹر پولس (مرحوم و مغفور) نے ۱۵؍ اگست سنہ ۱۹۲۹ء کو ایک مشاعرہ اینگلو اردو سکول میں منعقد کیا جو مقامی حضرات کے لئے ایک عجیب و غریب چیز تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ لوگوں کا ذوق و شوق بڑھتا گیا اور اُن میں بھی شاعری کا رجحان پیدا ہو گیا۔ ایک عرصے تک یہی حالت رہی لیکن ۱۶؍ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کے مشاعرے کے بعد خاکسار نے ایک تقریر کے ذریعے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ایک بزم ادب قائم کی جائے جس کے تحت مشاعروں کا انعقاد عمل میں لایا جائے اور مشاعروں

کی جملہ کارروائی محفوظ رکھی جائے۔ چنانچہ خدا کا شکر ہے کہ جناب مظہر علی صاحب مظہر کی کوششوں سے ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء کو بزم ادب کی باقاعدہ تشکیل عمل میں آئی جس کا تاریخی نام **جناب مولانا شیخ محمد عرف صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقان بیابانی** نے **سفینۂ مظہر** ۱۳۵۰ھ تجویز فرمایا۔ اور سکریٹری کا عہدہ بھی مظہر صاحب کو تفویض کیا گیا۔ جس کو وہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں اور حقیقت میں اس بزم ادب کی روحِ رواں مظہر صاحب ہی ہیں۔

اس قلیل عرصے میں اب تک گیارہ مشاعرے ہو چکے ہیں اور شعراء کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ مشاعروں کا ہونا اور شعراء کی زیادتی ایسا قابل تعریف کارنامہ نہیں ہے جس پر فخر کیا جائے بلکہ اس امر پر مظہر صاحب کو ضرور فخر کرنا چاہیے کہ انہی کی توجہ سے یہاں کے لوگوں میں ادبی شوق پیدا ہو گیا اور وہ حضرات جو پہلے اردو زبان نہایت غلط بولتے تھے اب ایک حد تک صحیح طور پر بولنے لگے ہیں۔ یہ اردو زبان کی ترقی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور کیا پوسد جیسے قصبے میں جہاں کے باشندے شاعری کے مفہوم ہی سے ناآشنا تھے اردو زبان کو ترقی دینے کا اور کوئی ذریعہ ہو سکتا تھا؟ اور ممکن ہے یہی مقامی ترقی کل عمومی صورت اختیار کرلے۔ کیونکہ ہر ایک تحریک کی ابتدا مقامی طور پر شروع ہو کر عمومیت پر منتہی ہوتی ہے۔

بزم ادب کے جو مشاعرے اب تک ہو چکے ہیں ان کے متعلق شعراء کی

رائے تھی کہ ان مشاعروں کی غزلوں کا انتخاب ایک گلدستہ کی شکل میں شائع کیا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُن کا یہ ارادہ آج عملی صورت میں جلوہ گر نظر آتا ہے اور انتخاب کلام بنام "**مراۃ سخن** ۱۳۵۱ھ" شائع کیا جاتا ہے۔ گو ہماری شاعری فرسودہ شاعری ہے۔ وہی گل و بلبل کا رونا، وہی زلف و عارض کا افسانہ۔ ممکن ہے کہ آئندہ کوئی ترقی ہو سکے لیکن اب بھی بعض شعراء کا کلام واقعی قابل ستائش ہے۔ اسی ضمن میں اگر شعراء کا تذکرہ اختصاراً کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

عارف باللہ عاشق **محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ** علیہ وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ وبارک وسلم **جناب صوفی غوث علی شاہ** صاحب **خاقان** بیابانی قادری چشتی اُویسی باسموی مدظلہ العالی مقیم پوسد کی ہستی تعارف سے بالاتر ہے آپ نہایت خلیق۔ متواضع۔ مشہور صوفی اور حضور اقدس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب سیدنا ومولانا حضرت **قاضی سید شاہ غلام افضل** صاحب بیابانی رفاعی قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہ شریف حضور اقدس قمر آسمان طریقت شمس فلک معرفت سراج الاولیاء دادا پیر قبلہ سیدنا ومولانا **حضرت سید شاہ افضل بیابانی** رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ **قاضی پیٹھ** ضلع ورنگل (دکن) کے باجازت خلیفہ ہیں۔ خاکسار کو بھی آپ سے تقریباً دس سال سے نیاز حاصل ہے آپ جس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اُسی رنگ

میں کلام کہتے ہیں۔ کلام کیا ہے فصاحت و بلاغت کا دریا، نکات و معانی کا دفتر رموز و اسرار کا گنجینہ۔ حکمت و موعظت کا خزینہ۔ جس سے محفوظ ہر رکن سفینہ[۵۱] ہے۔ نعتیہ کلام میں آپ کے مدمقابل ہندوستان میں مشکل سے کوئی نعت گو ملے گا۔ آپ نے حمد میں ایک دیوان جس کا نام **مخزن عرفان** ہے نہایت عمدہ تصنیف فرمایا ہے۔ اور **نعت شریف** میں چار دیوان (**گوہر نعت شریف۔ مخزن رحمت۔ فروغ احمدی۔ دیوان خاقان**) قابل تعریف تحریر فرمائے ہیں۔ علاوہ ان کے ایک گلدستہ بھی نعت شریف میں آپ کی تصنیف سے نہایت عمدہ ہے جس کا نام **گلدستہ خاقان** ہے۔ فضائل درود شریف میں آپ نے ایک بہت بڑی کتاب لکھی ہے جس کا تاریخی نام **فردوس فیض محمدی** (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات سے چند کتابیں (**دیوان خاقان۔ گلدستہ خاقان۔ فردوس[۵۲] وظائف**) وغیرہ اسی **مطبع آگرہ اخبار** میں چھپ چکی ہیں۔ خدا نے چاہا تو آیندہ آپ کی غیر مطبوعہ کتابیں بھی اسی مطبع میں چھپ کر تحفہ نظر احباب ہوں گی۔ آپ کو فن تاریخ گوئی میں خاص ید طولیٰ حاصل ہے آپ کی

---

[۵۱] مراد بزم سفینہ منظر۔

[۵۲] اس کتاب میں بہت مقبول دعائیں ور درود شریف مع خواص و اسناد درج ہیں۔

کئی تاریخیں **گلدستہ منیر**۔ **دیوان مسرور**۔ **دیوان فرحان**۔ **دیوان ارمغان محبوب** وغیرہ میں موجود ہیں۔ آپ کا اکثر حمدیہ و نعتیہ کلام ہندستان کے متعدد رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔

جناب **سید مظہر علی** صاحب کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ ایڈیڈ اینگلو اردو اسکول پوسا کے صدر مدرس ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسکول کی ترقی کا باعث پوسہ کے صاحبِ علم اور مخیر اصحاب ہیں لیکن اگر میں یہ کہوں تو غالباً مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ کا حسنِ عمل اور مساعی جمیلہ بھی اسکول کی ترقی کا باعث ہیں۔ طلبا بھی آپ کی قابلیت و علمیت اور طریقۂ تعلیم کے مداح ہیں۔ اس کے علاوہ قدرت کو آپ سے کچھ اور بھی کام لینا تھا جس کا ظہور ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ یعنی آپ نے نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کے بعد ایک بزم ادب تشکیل فرمائی جس کے تحت باقاعدہ ہفتہ واری مشاعروں کی بنیاد ڈالی۔ اور اب تک اس بزم کے گیارہ مشاعرے ہو چکے ہیں۔ شعرا کی تعداد بھی غالباً اٹھارہ ۱۸ یا انیس ۱۹ ہے اور تقریباً سب حضرات جناب مظہر صاحب سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔ آپ کا رنگ تغزل نرالا ہے۔ جدید شعرا کی پیروی کرتے ہیں۔ اور ہر شعر میں جدید طرز بیان اور نیا اسلوب اختیار کرتے ہیں۔

جناب مرزا **منظور حسین** صاحب **شور**۔ آپ مظہر صاحب کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں ایم۔ اے۔ ایل ایل بی پریویس کی

تعلیم پاتے ہیں۔ آپ کا کلام محتاجِ تعریف نہیں۔ اظہر من الشمس ہے۔ یونیورسٹی کے مقابلے کے مشاعرے میں سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ نے اول نمبر کا تمغہ حاصل کیا۔ آپ کا کلام اکثر علیگڑھ میگزین مرقعِ امراؤتی و بہارستان امراؤتی وغیرہ رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ چونکہ مظہر صاحب کے پاس آپ کا غیر مطبوعہ کلام موجود تھا اس لئے اُن کی اجازت سے زیبِ گلدستہ کیا جاتا ہے۔

جناب **الطاف حسین** صاحب **ساحرؔ**۔ آپ اینگلو اردو سکول پوسد کے ڈرائنگ ماسٹر ہیں یا بالفاظِ دیگر مدرّس مصوری ہیں اور واقعہ ہے کہ اس فن میں یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ جس طرح صفحۂ قرطاس پر تصویر بنانے میں ملکہ ہے اسی طرح صفحۂ دل پر بھی تصویر بنانے میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔ اِنکے محبت کے نقوش ایسے گہرے ہوتے ہیں کہ مدت العمر محو نہیں ہو سکتے۔ پھر اس پر اخلاق و انکسار کی رنگ آمیزی الاماں الحفیظ! آپ کا کلام بے مثل ہوتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ عشقیہ کلام۔ پڑھنے کا انداز ایسا دلکش ہے کہ ہر شخص وجد کرنے لگتا ہے جس سے دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی۔

جناب **شیر محمد خاں** صاحب چشتی نظامی المتخلص بہ **حاذقؔ**۔ آپ بھی بزمِ ادب کے ایک ممتاز رُکن ہیں۔ محبت و اُلفت آپ کے خمیر کا جزوِ اولین ہے۔ طبیعت میں شوخی ہے اور اِسی مناسبت سے آپ کا کلام نہایت

شوخ ہوتا ہے۔ گاہے گاہے نعتیہ کلام بھی کہتے ہیں۔ لیکن طبیعت کا اقتضا اس سے مجبور رکھتا ہے۔ اس لئے عموماً عشقیہ کلام کہتے ہیں۔ آپ نے شاعری ابھی شروع کی ہے لیکن اس قلیل عرصے میں آپ نے جو حیرت انگیز ترقی کی ہے اُس کو دیکھتے ہوئے یقین ہے کہ آئندہ بہت جلد بہترین شعراء کے زمرے میں شمار کئے جانے لگیں۔ خاکسار کو آپ سے تقریباً بارہ سال سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ مزید برآں خاکسار کے کرمفرماؤں میں سے ہیں۔

جناب مولٰینا **اسرار حسن خاں صاحب اسرار** کے متعلق کیا کہا جائے۔ عجیب و غریب طبیعت پائی ہے۔ حقیقت میں آپ بزم ادب کی جان ہیں۔ اگر آپ کی متبرک و مقدس ہستی کسی مشاعرے میں شرکت سے محترز ہی تو بس یہ سمجھ لو کہ مشاعرے پر ایک ہُو کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور ہر شخص آپ کی عدم شرکت پر اظہارِ افسوس کرتا نظر آتا ہے۔ قدرت نے زندہ دلی اور بذلہ سنجی روزِ ازل ہی سے خمیر میں داخل کر دی ہے ظرافت و لطیفہ گوئی آپ پر ختم ہے۔ اِدھر ایک شعر زبان سے نکلا اُدھر قہقہوں کی آواز بلند ہوئی۔ اور محفل کی محفل لوٹ پوٹ ہو گئی۔ غرض کہ پوری غزل ختم ہونے تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ درمیان مشاعرے میں آپ کے چٹکلے غضب ڈھاتے ہیں۔ باوجود اس کے متانت و سنجیدگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور یہی آپ کا خاص کمال ہے۔

جناب شیخ منیر صاحب **منیرؔ** - آپ ہمیشہ سے نعتیہ کلام کہتے ہیں اور واقعی خوب کہتے ہیں - کہنہ مشق ہیں اور مشہور و معروف شاعر ہیں - آپ کا کلام ایک گلدستہ کی شکل میں شائع ہوچکا ہے جس کا نام "گلدستہ منیر" ہے۔

مذکورۃ الصدر شعراء کے علاوہ **جناب شیخ رسول صاحب شمسؔ**، جناب محمد **سلطان صاحب شارقؔ**، جناب **عبد الغفور صاحب شوقؔ**، جناب **غازی خاں صاحب غازیؔ**، جناب محمد **اعظم صاحب خالیؔ**، و جناب **عبد الحمید خاں صاحب حمیدؔ** وغیرہ بھی بزم ادب کے مشہور شعراء ہیں۔

خاکسار کی شاعری، شاعری نہیں بلکہ تکبندی ہے - تفریح کا ایک مشغلہ ہے اور کچھ نہیں - ممکن ہے کہ اس کو میری انکساری پر محمول کیا جائے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس میں سرِ مو فرق نہیں - اس کی ابتدا سنہ ۱۹۲۷ء میں ہوئی - جبکہ خاکسار "**طبی کالج دہلی**" میں تعلیم پاتا تھا - وہاں "**جمعیۃ الاحباب**" تشکیل کا باعث خاکسار ہی تھا - جس کا مشاعرہ ہر ہفتہ ہوا کرتا تھا اور جس کے سکریٹری جناب **مقبول عالم صاحب**

حکمت ہنگامی تھے۔ اس جمعیت کو ترقی پر پہنچانے کی سب سے زیادہ کوشش جناب حکیم ڈاکٹر سید نذیر الدین احمد صاحب نذیر پروفیسر اناٹومی (تشریح) طبی کالج دہلی نے کی تھی جو خود بھی اس کے رکن تھے۔

درمیان میں کچھ عرصے تک شاعری سے تنفر سا ہو گیا تھا لیکن پھر مظہر صاحب کے نغموں نے جذبات کو از سر نو بیدار کر دیا۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں۔

ع - ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

کا قائل نہیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میں اپنی دانست میں خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لوں لیکن غالب و اقبال کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ لہذا اگر کوئی سقم موجود ہو تو از راہِ عنایت معاف فرما دیں۔ یہ ضرور ہے کہ میں اس کو اردو زبان کی ایک ناچیز خدمت خیال کرتا ہوں۔ اور اسی خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ گلدستہ شائع کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

خاکسار

انوار محمد خاں کامل
از "انوار منزل" آکمینی
(اجارہ)

مورخہ ۴؍ مارچ ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

از جناب صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقان بیابانی قادری چشتی اویسی

اللہ رے کیا عظمت ہے رب علا تیری
جن و ملک و انساں کرتے ہیں ثنا تیری
کیا شان نمایاں ہے اے صل علیٰ تیری
پھیلی ہوئی عالم میں ہر سو ہے ضیا تیری
سائل ہے ترے در کا ہر شاہ و گدا یا رب
بخشش ہے مرے مولا اللہ رے کیا تیری
مخلوق پہ بخشا ہے تو نے ہی شرف اسکو
یا رب ہوئی انساں پر کیسی یہ عطا تیری
ہم رحم کے قابل ہیں یا رب ترے ہی بندے ہیں
مطلوب ہمیشہ ہی بس ہم کو رضا تیری
میرا یہ دل مضطر دیوانہ ہے تیرا ہی
یہ آنکھ مری یا رب ہے محو لقا تیری
ہر بلبل خوش الحاں مصروف ستائش ہے
قمری کی زباں پر بھی جاری ہے ثنا تیری

سر میں ترا سودا ہے دل میں تری حسرت ہے
آنکھوں کو تمنا ہے ہم دیکھیں ضیا تیری
لا احصی ہے فرمایا جب سرورِ عالمؐ نے
ممکن ہی نہیں ہم سے ہو حمد ادا تیری
وہ دل نہیں پتھر ہے پتھر سے بھی بدتر ہے
ہو ربِ جہاں جس میں کچھ بھی نہ ولا تیری

اللہ ترا بندہ یہ بندۂ خاقاں ہے
رحمت کی نظر اس پہ ہو صبح و مسا تیری

نعت

از جناب صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقانؔ بیابانی
قادری چشتی اُویسی

حامدِ ایزدِ سبحاں ہوں نہیں جانتے کیا　　اور حضرتؐ کا ثنا خواں ہوں نہیں جانتے کیا
چار یارؓ بھی ہوں اور پنجتنؓ بھی میں ہوں　　آلؓ و اصحابؓ پہ قربان ہوں نہیں جانتے کیا
کیوں نہ حل ہوں مرے سب عقدۂ مالاینحل　　کہ غلامِ شہِ مرداںؓ ہوں نہیں جانتے کیا
کربلا بھی کبھی پہنچوں گا میں انشاء اللہ　　عاشقِ شاہِ شہیداں ہوں نہیں جانتے کیا
ہو لقب کوئی عطا مثلِ اویسِ قرنیؓ　　آپ پر میں بھی تو قرباں ہوں نہیں جانتے کیا
باغِ جنت مجھے خالق نے عطا فرمایا　　روضۂ شاہؐ کا درباں ہوں نہیں جانتے کیا
اے منکرین خدا سے ڈرو یہ بے ادبی　　امتِ ختمِ رسولاںؐ ہوں نہیں جانتے کیا
ورد ہے مجکو بھی وصفِ رخِ حضرتؐ ہر دم　　میں بھی اب حافظِ قرآں ہوں نہیں جانتے کیا
مئے دیدار پلا کر مجھے زندہ کیجے ،　　یا نبیؐ مردۂ بیجاں ہوں نہیں جانتے کیا
مجکو ہمراہ قیامت میں بھی رکھیے حضرتؐ　　میں بہت بے سر و ساماں ہوں نہیں جانتے کیا
نعت میں میرا بھی خاقانؔ ہے دیواں تیار　　میں بھی اک صاحبِ دیواں ہوں نہیں جانتے کیا

منقبت

از جناب صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقانؔ بیابانی قادری چشتی اویسی

اللہ مرتبہ ہے بڑا چار یارؓ کا — اللہ نے ہے ذکر کیا چار یارؓ کا
تعریف اُن کی کی ہے خدا و رسولؐ نے — ہوگا نہ مجھ سے وصف ادا چار یارؓ کا
قرآن پاک میں ہے ثنا ان کی مندرج — مداح واقعی ہے خدا چار یارؓ کا
حضرت رسولؐ پاک کے محبوب خاص ہیں — کیونکر ہو مجھ سے وصف ادا چار یارؓ کا
ہے میرے دل کو عشق انہیں چار یارؓ سے — کرتا ہوں ذکر صبح و مسا چار یارؓ کا
کس طرح مجھ سے جائے لکھا ان کا مرتبہ — رتبہ ہے عرش سے بھی سوا چار یارؓ کا
مانند بید کانپتے تھے سامنے عدو — وہ رعب تھا بفضل خدا چار یارؓ کا
ایمان لائے سیکڑوں کفار شاہؐ پر — جس دم جہاں میں ڈنکا بجا چار یارؓ کا

خاقانؔ محوِ دید کو بہرِ رسولِ پاکؐ
دیدار اے خدا ہو عطا چار یارؓ کا

اظہار منظر

(از جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل اجارہ دار آکیمنی اجارہ مؤلف گلدستہ ہٰذا)

اک بزم کی پوسد میں منظر نے بنا ڈالی پھر لکھنؤ دھلی کی ہے شان دکھا ڈالی
ناکام ہوئے گو سب لیکن تری ہمت نے جو بات نہ ہوتی تھی وہ کر کے دکھا ڈالی
کیا سحر کیا تو نے معلوم نہیں منظر پھر شاعری دنیا میں ہلچل ہے مچا ڈالی
تھی شاعری پستی میں لیکن تری ہی کوشش سے ہر قلب میں اب اس نے وقعت ہے جما ڈالی
مجنوں بنے پھرتا ہے ہر ایک اسی دھن میں معلوم نہیں دل میں کیا بات سما ڈالی
پرواز تخیل پر مائل ہی نہ تھا کوئی تخییل کی اک دنیا سینہ میں بسا ڈالی
اخلاق سے واقف تھا کوئی بھی نہ پوسد میں اس بزم کے ذریعہ سے تہذیب سکھا ڈالی
ہاں درس دیا تو نے اخلاص و محبت کا جو بات پتے کی تھی واللہ بتا ڈالی
اس بزم نے کیا شہرت پائی ہے ترے دم سے ہر گوشۂ پوسد میں اک دھوم مچا ڈالی
ہر لحظہ پھلے پھولے اخلاق کے گلشن میں اخلاص کی منظر نے جو بیل لگا ڈالی
اک جام کے پیتے ہی بس ہو گئے متوالے سچ کہنا ہمیں منظر کیا اس میں دوا ڈالی
کیا کیف ہے پوشیدہ منظر ترے نغموں میں دھلی کی ہمیں جس نے سب یاد بھلا ڈالی

آتی ہے ہمیں لذت ہر بات میں کیوں تیری — ہر نقطہ میں کیا مظہرؔ شیرینی ملا ڈالی
مظہرؔ سا مصور کیا دنیا میں کہیں ہوگا — سینے میں محبت کی تصویر بنا ڈالی
وہ جوش ہوا پیدا جذبات میں مظہرؔ کے — کشتی سخن جس نے بھر بھر کے لٹا ڈالی
مظہرؔ کے سفینہ[1] کو کیا ڈر ہے حوادث کا — جب مظہرِ قدرت نے خود اسکی بنا ڈالی

ہر سمت سے شور اٹھا تحسین و ستائش کا
کاملؔ نے غزل جب یہ محفل میں سنا ڈالی

---

[1] اشارہ بطرف بزم (سفینۂ مظہر) پوسند
۱۳۵۰ھ

"کاملؔ"

مدح شعرائے پوسد

(از جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل مؤلف گلدستۂ ہذا)

کیا شب ہے مبارک ہے کیا وقت یہ خوشتر ہے — کیا خوب سماں ہے یہ کس شان کا منظر ہے
جذبات ہیں جو دل میں کہتا ہوں عیاں سارے — ہیں جمع احبا سب اور وقت یہ بہتر ہے
ہے نعت گو وہ یکتا خاقان جسے کہتے ہیں — اس بزم میں کوئی بھی اسکا نہیں ہمسر ہے
مظہر کی کروں مدحت کیا اپنی زباں سے میں — قابل ہے وہ لائق ہے اور عقل میں برتر ہے
کیونکر نہ "سفینہ"[۱] یہ ساحل کو پہنچ جائے — جب حضرتِ مظہر سا ملاح ہے رہبر ہے
اسرار کا کیا کہنا ہے جان وہ محفل کی — ہاں بحرِ سخن کا وہ اک قیمتی گوہر ہے
ہے شاعرِ بے ہمتا کہتے ہیں منیر اس کو — اقلیمِ سخن کا وہ اک واقعی قیصر ہے
ہر شخص کی نظروں میں محبوب ہے حاذق تو — پنہاں ترے سینے میں وہ کونسا جوہر ہے

---

[۱] اشارہ بطرف "سفینۂ مظہر"

"کامل"

ہر شعر میں خوبی ہے ہر شعر میں جادو ہے ساحر کا سحر واللہ خورشید سا اظہر ہے
شارق جسے کہتے ہیں ہے نام کا وہ سلطان تدبیر و خرد جس کی تعریف سے باہر ہے
کیا شمس کی تعریفیں ہوں مجھ سے بیاں صاحب "اقبال" و "کرن" ہونا ہر شعر سے ظاہر ہے
آواز مؤثر ہے کہتے ہیں حمید اس کو ہر شخص غزل سننے اس واسطے مضطر ہے
توصیف میں خالی کی کہنا یہی کافی ہے ہر شعر ہے پاکیزہ اور عیب سے باہر ہے
موجود ہیں غازی بھی اور شوق بھی زیبا بھی تعریف ہو کیا ان کی ہر ایک سخنور ہے
کامل کو یہاں تم نے محفل میں نہیں دیکھا بیٹھا ہی یہیں پر وہ پہنے ہوئے چیٹر ہے

کس طرح وطن تیرا ہو آہ مکنی کامل،
پوسد میں اعزا ہیں پوسد ہی میں جب گھر ہے

۷۸۶

کلام خاقان

از

جناب صوفی غوث علی شاہ صاحب بیابانی قادری چشتی اُویسی
باسموی مدظلہ العالی مقیم پوسد ضلع یوت محل
(برار)

اظہار خاقان

(از جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کاملؔ اجارہ دار مؤلف گلدستہ ہٰذا)

خاقاں کے مثل دوسرا دھر میں نعت گو نہیں
(۱) خُلق میں بے نظیر ہیں
صوفی منش فقیر ہیں
دل کے مگر امیر ہیں
عاشقِ روئے پیر[لہ] ہیں
بزمِ ادب کے میر ہیں
خاقاں کے مثل دوسرا دھر میں نعت گو نہیں

[لہ] مراد حضور اقدس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قمر آسمان طریقت شمس فلک معرفت سراج الاولیاء سیدنا و مولانا و مرشدنا حضرت دیوان صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ آپ کا مزار شریف متصل عیدگاہ منگرول پیر (برار) میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

(۲) وصف ہو ان کا کیا بیاں
ہر شخص پہ ہے سب عیاں
شیریں زباں ہیں خوش بیاں
دِل سے نبیؐ کے مدح خواں
دینِ نبی کے پاسباں
خاقاںؔ کے مثل دوسرا دہر میں نعت گو نہیں

(۳) آپ ہی کا ہے بہر کرم
واقف ہوئے سخن سے ہم
سینہ مثالِ جامِ جم
از خُلق و عِلمِ اش خیرہ تم
توصیف چہ بیاں کنم
خاقاںؔ کے مثل دوسرا دہر میں نعت گو نہیں

(۴) دم سے ترے بھلا ہوا
باغِ سخن ہرا ہوا
تیرا ہے سب کیا ہوا

دل میں خدا بسا ہوا
دنیا سے دل ہٹا ہوا
خاقان کے مثل دوسرا دہر میں نعت گو نہیں

(۵) دل میں خدا کا ہے خیال
ہیچ ہے تیرے آگے مال
آتا نہیں تجھے ملال
تجھ سا ملے کہیں؟ محال
کامل کا ہے یہی خیال
خاقان کے مثل دوسرا دہر میں نعت گو نہیں

جناب صوفی غوث علیشاہ صاحب خاقان بیابانی

نقشہ مدینہ منورہ

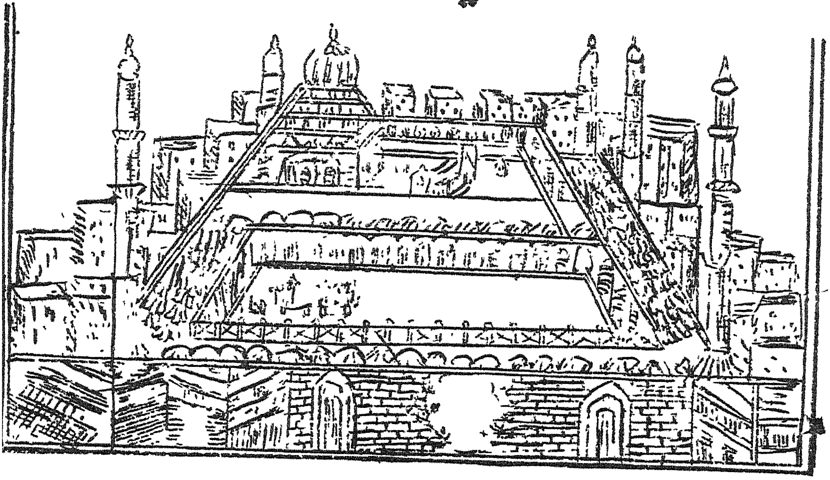

کلام خاقان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب زمین و آسماں کوئی نہیں تیرے سوا
رزق رساں انس و جاں کوئی نہیں تیرے سوا

لعل و گہر میں بیگماں تیرا ہی نور ہے عیاں
شمس و قمر کا ضو رساں کوئی نہیں تیرے سوا

حکم سے تیرے یا غفور کون و مکاں کا ہے ظہور
مالک دوزخ و جناں کوئی نہیں تیرے سوا
قادر و حی و ذوالجلال دونوں جہاں میں بےمثال
کہتا ہے مرغ حمد خواں کوئی نہیں تیرے سوا
بندوں کا اپنے کارساز تو ہی ہے رب بےنیاز
ضامن رزق انس و جاں کوئی نہیں تیرے سوا
تیری بقا ہے دائمی تجھ کو نہیں فنا، کبھی
مالک ملک لامکاں کوئی نہیں تیرے سوا
بندۂ خاقان اے خدا تیرے کرم کا ہے گدا
اور کریم بیکساں کوئی نہیں تیرے سوا

ہشیار ہے مستانہ مولانا محمدؐ کا   فرزانہ ہے دیوانہ مولانا محمدؐ کا
حوروں کی نہیں خواہش غلماں کی نہیں پروا   دل میرا ہے دیوانہ مولانا محمدؐ کا
کس پیار اور الفت سے کرتا ہے بیاں خالق   قرآن میں افسانہ مولانا محمدؐ کا
محروم نہیں رہتا واللہ کوئی اس سے   ہے فیض کریمانہ مولانا محمدؐ کا
جام مے وحدت سے مسرور رہوں ہر ساعت   ہوں عاشق و مستانہ مولانا محمدؐ کا

انوار الٰہی سے اسرار الٰہی سے معمور ہے کاشانہ مولانا محمدؐ کا
حاضر ہیں غلامی میں حور و ملک و غلماں فردوس ہے کاشانہ مولانا محمدؐ کا
پھر چلنے لگے ساغر خمخانۂ وحدت کے پھر کھل گیا میخانہ مولانا محمدؐ کا
لاریب مکرم ہے واللہ معظم ہے
خاقان جلوخانہ مولانا محمدؐ کا

نظر آئے الٰہی جلد جلوا غوث اعظمؓ کا
دل و جاں سے ہوں میں واللہ شیدا غوث اعظمؓ کا
زباں پہ ذکر ہے میری ہمیشہ غوث اعظمؓ کا
دل شیدا مرا ہر دم ہے شیدا غوث اعظمؓ کا
مرے آقا ہیں بیشک حضرت محبوب سبحانیؓ
ازل سے ہوں میں خادم اور بردا غوث اعظمؓ کا
تمامی اولیاءؒ کے آپ ہی ہیں رہبر و سرور
زیادہ سب ولیوں سے ہے رتبہ غوث اعظمؓ کا
کرامت کا ہے ان کی ہر جگہ کونین میں شہرہ
جہاں میں بج رہا ہے خوب ڈنکا غوث اعظمؓ کا

تمامی اولیاءؒ کو آپ ہی سے فیض پہنچا ہے
جہاں میں فیض کا جاری ہے دریا غوث اعظمؓ کا
وہ ہیں محبوب سبحانی وہ ہیں معشوق یزدانی
ہے عاشق خود خداوند تعالےٰ غوث اعظمؓ کا
پہنچ جاؤں کہیں جلدی سے دربار معلا میں
الٰہی زود تر آئے بلاوا غوث اعظمؓ کا
نہ ہوتی منزل عرفاں کبھی طے تجھ سے اے خاقان
عصائے عشق گر تجھ کو نہ ملتا غوث اعظمؓ کا

نہیں ہوں شیفتہ میں یا الٰہی حور و غلماں کا دکھا دے مجکو روئے پاک حضرت شاہ دیواںؒ کا[1]
ازل سے عشق ہے مجکو جناب شاہ دیواںؒ کا نہ میں عاشق پری کا ہوں نہ طالب حور و غلماں کا
وہ بیشک حق سے واصل ہیں ولایت میں وہ کامل ہیں ہے انکا عشق بیشک عشق حضرت ایزداں کا

---

[1] حضور اقدس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قمر آسمان طریقت شمس فلک معرفت سراج الاولیا سیدنا و مولانا حضرت دیوان صاحب منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ کا روضہ شریف متصل عیدگاہ منگلور پیر میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

عطا فرمایا ہے مجھ تشنہ لب کو عشق کا ساغر
قسم اللہ کی ممنون ہوں میں اُن کے احساں کا
پلا کر بادۂ عرفاں بنایا آپ نے بیخود
اسی باعث مجھے کہتے ہیں سب متوالا دیواںؒ کا
خدا کے نور سے سینہ مرا معمور ہے ہر دم
تصوّر دل میں ہے میرے رُخِ پر نور دیواںؒ کا
دکھایا آپ ہی نے معرفت کا راستہ مجھ کو
بھلا کیونکر نہ قائل ہوں میں شہ کے لطف و احساں کا
وہی ہیں رہنما میرے وہی ہیں مقتدا میرے
وُہی ہیں میرے مرشد میں ہوں خادم شاہ دیواںؒ کا
رُخِ پر نور دیواںؒ کی ہمیشہ یاد ہے دل میں
وظیفہ ہے مجھے ہر روز و شب ہر آن قرآں کا
دکھا دیجے دوبارہ پھر رُخِ پر نور کا جلوہ
تمہیں میں واسطہ دیتا ہوں حضرت شاہ جیلاںؓ کا
غلام کمتریں ہوں میں ازل سے واقعی خاقاںؔ
جناب پنجتنؑ کا چار یارؓ و غوثؓ و دیواںؒ کا

دل فدا میں نے شہ والاؐ پہ اپنا کر دیا
حق تعالےٰ نے مرا ارمان پورا کر دیا
یا الٰہی جلد پہنچا دے مدینے میں مجھے
ہجر احمدؐ نے مرا دشوار جینا کر دیا
آپ کے روئے مبارک کے تصور نے حضورؐ
صورت آئینہ دل میرا مصفا کر دیا

احمدؐ بے میم کہہ کر سیدِ لولاک کو
فضلِ حق سے ہم نے اب حل یہ معمّا کر دیا

منحصر تھی آپ ہی کے دست پر میری شفا
مجھ مریضِ ناتواں کو شاہؐ نے اچھا کر دیا

اللہ اللہ کیا حلاوت ہے نبیؐ کے ذکر میں
نام احمدؐ نے دہن کو میرے میٹھا کر دیا

یہ شبِ معراج آئی عرشِ اعظم سے ندا،
مرتبہ نعلینِ شہؐ نے میرا اعلےٰ کر دیا

تیغ اخلاقِ شہِ لولاکؐ ہے وہ آبدار
کافروں کے دل کو جس نے دم میں کشتا کر دیا

جلوۂ حق اس میں اب کیونکر نہ آ جائے نظر
آئینہ عشقِ نبیؐ نے قلب میرا کر دیا

کیوں نگاہیں ٹوٹی پڑتی ہیں جمالِ پاک پر
کیا جدا حضرتؐ نے اپنے رخ سے پردا کر دیا

حشر میں گھبرایا جس دم گرمیِ خورشید سے

دامن سرورؐ نے فوراً مجھ پہ سایا کر دیا
جب سدھارے جنت الفردوس کو شاہ رسلؐ
عاشقوں نے آپ کے اک حشر برپا کر دیا
ہمنشیں تک بھی نہیں پہچان سکتے اب اُسے
حال خاقاں ہجر پیغمبرؐ نے ایسا کر دیا

ثنا خواں ہوں جناب حضرت خلاق عالم کا
محمدؐ مصطفےٰ اصل علیؓ کا غوث اعظمؓ کا
نہ مجھ کو خوف مرقد ہے نہ اندیشہ جہنم کا
مرے دل میں ہے جلوہ الفت سلطان عالمؓ کا
تمہیں فخر رسل فخر عرب فخر سلاطیں ہو
لقب پایا تمہیں نے فخر عالم فخر آدمؑ کا
بڑھی زینت قدم سے شاہ دیںؐ کے ہشت جنت کی
بڑھا رتبہ تصدق سے اسی کے عرش اعظم کا
مجھے دن رات اب خلاق عالم کا تصور ہے
سمایا ہے مری نظروں میں جلوہ شاہ عالمؐ کا

کہیں سرِ حشر کا میدان ہو تیغِ شفاعت سے
اشارہ کاش ہو اک آپ کے ابروئے پُر خم کا

محمدؐ مصطفیٰ کا اشتیاقِ دید ہے بے حد
مجھے جلوہ دکھا دے یا الٰہی فخرِ آدمؑ کا

مری وردِ زباں صبح و مسا نامِ محمدؐ ہے
میں عامل ہوں خدا کے فضل سے اب اسمِ اعظم کا

غلامِ کمتریں ہے فی الحقیقت بندۂ خاقان
جنابِ پنجتنؓ کا چار یارؓ و غوثِ اعظمؓ کا

رکھو حق سے پیمبرؐ سے محبت صحابہؓ۔ آلِ اطہرؓ سے محبت
ہے تم پر فرض الفت مصطفیٰؐ کی رکھو محبوبِ داورؐ سے محبت
فدا ہوں چار یارؓ و پنجتنؓ پر، ہے بیحد غوثِ اطہرؓ سے محبت
کرو تم پیروی حضرت نبیؐ کی رکھو حضرت پیمبرؐ سے محبت
وہ ہوگا خلد میں ہمراہ اُن کے جو رکھے گا پیمبرؐ سے محبت
ہیں پیرو ہم محمدؐ مصطفیٰؐ کے ہمیں ہے ربِ اکبر سے محبت
حقیقت میں نہیں ہے وہ مسلماں نہیں جس کو پیمبرؐ سے محبت

نہ ہوگا داخل جنت وہ ہرگز نہ ہوگی جس کو سرورؐ سے محبت
رہو طالب ہمیشہ علم دیں کے رکھو قرآنِ اطہر سے محبت
مطیع حضرت خیر الوریٰؐ ہوں ہے دل کو رب اکبر سے محبت
وہی حقدار ہیں جنت کے خاقانؔ
جنھیں ہے شاہ انورؐ سے محبت

حضرت رب دو عالم کو ہے مرغوب حدیث
حضرت احمد مرسلؐ کی ہے کیا خوب حدیث
دیکھنا اپنے مطیعوں کو بروز محشر
حق سے دلوائیگی فردوس کے مکتوب حدیث
شرک و بدعت سے بچاتی ہے دکھا کر رہ حق
ہے شہ پاکؐ کی بے شبہ خوش اسلوب حدیث
عاشق زار دل و جان سے اس کے علما
سارے ولیوںؒ کو بھی ہے آپکی محبوب حدیث
دل سے ہوں آپ پہ واللہ تصدق ہر دم
اور ہے آپ کی ہر اک مجھے مرغوب حدیث

آرزو ہے کہ لکھوں میں بھی احادیث نبیؐ
ہے شہ پاکؐ کی ہر اک مجھی مرغوب حدیث
مجھ سے وہ شوق سے لکھوا لیں ابھی اے خاقان
جن کو ہو احمدؐ مختار کی مطلوب حدیث

ہیں بادشاہ انبیا حضرت محمدؐ مصطفےٰ ہیں تاجدار اولیا حضرت محمدؐ مصطفےٰ
ہیں خاص فخر کبریا حضرت محمدؐ مصطفےٰ ہیں واصل ذات خدا حضرت محمدؐ مصطفےٰ
ہیں مخزن انوار حق ہیں معدن اسرار حق ہیں مرآۃ رب العلا حضرت محمدؐ مصطفےٰ
ہیں سرور والا حسب ہیں سید عالی نسب ہیں مالک ہر دوسرا حضرت محمدؐ مصطفےٰ
ہیں مالک ام الکتاب ہیں شافع یوم الحساب ہیں رحمت رب علا حضرت محمدؐ مصطفےٰ
ہیں رحمت للعالمین ہیں باعث دنیا و دین ہیں خاص محبوب خدا حضرت محمدؐ مصطفےٰ
ہیں پیشوا خاقان کے ہیں رہنما خاقان کے
حضرت محمدؐ مصطفےٰ حضرت محمدؐ مصطفےٰ

پوری مراد ہو مری داور کسی طرح کعبہ کا ہو طواف میسر کسی طرح
فرماؤ لطف مجھ پہ پیمبر کسی طرح دکھلاؤ خواب میں رخ انور کسی طرح
دل کو نہیں ہے جستجوئے زر کسی طرح ہاتھ آئے خاک کوئے پیمبرؐ کسی طرح

یارب پاک ہو یہ مری التجا قبول   خدمت حضورؐ کی ہو میسر کسی طرح
دن رات قدسیوں کا جہاں پر نزول ہے   آئے نظر وہ روضۂ اطہر کسی طرح
ہوں جاں بلب میں آپکی فرقت میں یا رسولؐ   صورت دکھائیے پئے داور کسی طرح
ہو جاؤں زندہ قبر میں پڑھتا ہوا درود   سونگھوں نبیؐ کی زلف معنبر کسی طرح
پوری مراد کیجئے خاقان کی حضورؐ
اُسکو غلام اپنا بنا کر کسی طرح

دکھا دے الٰہی جمالِ محمدؐ   رُلاتا ہے مجھ کو خیالِ محمدؐ

وصالِ خدا ہے وصالِ محمدؐ   جمالِ خدا ہے جمالِ محمدؐ

میسر ہو یارب وصالِ محمدؐ   ہمیشہ ہے مجکو خیالِ محمدؐ

کلامِ خدا قیل و قالِ محمدؐ   جلالِ الٰہی جلالِ محمدؐ

ہو دیدار رب جہاں مجکو حاصل   مرادل ہے مجھو خیالِ محمدؐ
جمال

نبیوں میں کوئی رسولوں میں کوئی   نہیں ہے نہیں ہے مثالِ محمدؐ

گئے عرش پر آپ معراج کی شب   بڑھائے خدا نے کمالِ محمدؐ

کہا تھا یہ روح الامیں نے شبِ وصل   زہے شانِ جاہ و کمالِ محمدؐ

مری اُمتِ عاصی کو بخشدے تو   یہی تھا خدا سے سوالِ محمدؐ

ہوئے معجزے سینکڑوں اُن سے ظاہر   یہ ہیں سب کمال و خصال محمدؐ
مرے خانۂ دل میں روشن ہمیشہ   ہے شمع خیال جمال محمدؐ
ہو عرشِ بریں پر ابھی میری شہرت   میں لکھوں جو وصف کمال محمدؐ
بجا ہے مقولہ یہ خاقان اپنا
وصالِ خدا ہے وصالِ محمدؐ

ہے شانِ خداوند جہاں شانِ محمدؐ   ہے جلوۂ عرفاں رُخِ تابانِ محمدؐ
اللہ کا فرمان ہے فرمانِ محمدؐ   ہے سجدۂ تعظیم بھی شایانِ محمدؐ
کھائی ہے قسم اس کی خداوند جہاں نے   ہے صلِ علیٰ کیا ہی عجب جانِ محمدؐ
اعدائے محمدؐ ہیں سزاوارِ جہنم   ہیں قابلِ فردوس محبانِ محمدؐ
اس وجہ انہیں عرش پہ خالق نے بلایا   تا جان لے مخلوق خدا شانِ محمدؐ
مجھ عاصی کو آفاتِ قیامت سے بچایا   قرباں ترے اے گیسوئے پیچانِ محمدؐ
معراج کی شب دیکھ کے شوکت شہِ دیں کی   بول اُٹھے ملک صلِ علیٰ شانِ محمدؐ
لیں حوروں نے فردوس میں زلفوں کی بلائیں   سرکی جو نقاب رخِ تابانِ محمدؐ
پہنچا دے مدینے میں اُسے بھی مرے مولا
خاقان بھی ہے عاشقِ بیجانِ محمدؐ

پڑھو ہر دم درود اے مومنو محبوبؐ داور پر
ہمیشہ جان و مال اپنا کرو قربان پیمبرؐ پر
رسول اللہؐ زندہ قبر میں ہیں اے مسلمانو
تمام اعمال امت پیش ہوتے ہیں پیمبرؐ پر
پئے امت نبیؐ کرتے ہیں استغفار مرقد میں
کرو قرباں دل و جاں مومنو نام پیمبرؐ پر
خلیفے ہیں یہی برحق رسول اللہؐ کے چاروں
فدا ہوں میں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ پر
جماہی عمر بھر آئی نہیں شاہنشہ دیںؐ کو
چلا ہرگز نہ بس شیطان کا محبوبؐ داور پر
ہمیشہ آتے جاتے ہی رہے حضرتؐ کی خدمت میں
عنایت کی نظر تھی آپ کی ناموس اکبرؑ پر
نہیں کچھ شبہ اس میں گرچہ میں عاصی ہوں خاطی ہوں
مگر نازاں ہوں ہر دم بخشش محبوبؐ داور پر
خدا کہتا ہے الفت مجھ سے گر رکھتے ہو اے لوگو

کرو تم پیروی اُن کی چلو راہِ پیمبرؐ پہ
وہیں بس ہوگیا وہ نرم جیسا موم ہوتا ہے
قدم اپنا رکھا جس دم شہِ انورؐ نے پتھر پہ
فرشتے پڑھتے ہیں صلِ علیٰ ہر روز و شب ہر دم
اُتر کر آسماں سے مرقدِ پُر نورِ سرورؐ پہ
برآمد جب ہوئے دستِ پیمبرؐ قبرِ اطہر سے
دیا بوسہ شہِ جیلاںؓ نے فوراً دستِ سرورؐ پہ
بڑے ہی خوش مقدر تھے وہ اصحابِ رسول اللہؐ
جنہوں نے کی تھی بیعت آپؐ کے دستِ مطہر پہ
ابھی پہنچوں قسم اللہ کی اُڑ کر مدینے کو
عطا فرمائے گر خاقان مجبور ربِ اکبر پہ

دل ہے خوش انوار کوئے شاہِ ذیشانؐ دیکھ کر
شادماں بلبل ہے گلہائے گلستاں دیکھ کر
سرورِ لولاکؐ کا روئے درخشاں دیکھ کر
تھے شبِ معراج غش سب حور و غلماں دیکھ کر

ہجر محبوب خداؐ میں مجھ کو گریاں دیکھ کر
ہو گیا فوراً پشیماں ابر باراں دیکھ کر

ہجر روئے پاک میں جس وقت گھبراتا ہوں میں
دل کو کچھ تسکین ہو جاتی ہے قرآں دیکھ کر

ہنس پڑی بیساختہ رحمت خدائے پاک کی
خوف عصیاں سے ہمیں محشر میں گریاں دیکھ کر

ہو گیا ہوں گو بشکلِ خار فرقت میں نحیف
پھول اٹھوں گا ریاضِ کوئے سلطاںؐ دیکھ کر

ناقۂ شہؐ کا مجھے یاد آ گیا نقشِ قدم
یک بیک نقشِ پرِ طاؤس بستاں دیکھ کر

اس قدر صحرا نوردی کی نبیؐ کے عشق میں
ہو گئے حیراں مجھے اہلِ بیاباں دیکھ کر

تم ہو شاہِ حسن اور آئینۂ ربّ العلا
کیوں نہ حیراں اور غش ہوں تم کو انساں دیکھ کر

جیتے جی دیکھا نہ گر روضہ تو ہرگز بعد مرگ

روح میری خوش نہ ہوگی باغ رضواں دیکھ کر

ہوگئے ششدر تمامی انبیائے ذی حشم
روز محشر شاہ دیںؐ کی عظمت و شاں دیکھ کر

جب دکھایا آپ نے شق القمر کا معجزہ
ہوگئے کفار مکہ اہل ایماں دیکھ کر

مدحت فخر سلیماںؐ میں ہے یہ میری غزل
یوں نہ آنکھوں سے لگا ئیں اسکو پریاں دیکھ کر

زلف کا سودا ہے سر میں ہی ترقی پر جنوں
[illegible] مصرع پاؤں پھیلانے لگی وحشت بیاباں دیکھ کر

ہے یہی میرے دل محزوں کی حسرت یا رسولؐ
شاد ماں ہوں آپ یہ دیوانِ خاقاں دیکھ کر

محبوب رب پاکؐ کو محبوب ہے نماز دن رات میرے قلب کو مرغوب ہی نماز
عاشق ہیں اسکے پیرو پیمبرؐ خدائے پاک اللہ رے حسن و خوبی میں کیا خوب ہی نماز
محشر میں رب پاک سے ہر اک نمازی کو دلواتی باغ خلد کا مکتوب ہے نماز
دیکھو طریقہ کتنا ہے اچھا نماز کا صل علیٰ یہ کیا ہی خوب اسلوب ہی نماز

کیونکر نہ اس کی قدر ہو دونوں جہان میں
اللہ کو فرشتوں کو محبوب ہی نماز
بیشک یہی ہی تمغۂ دین محمدؐی
بخشش کا بھی نوشتہ و مکتوب ہی نماز

طالب ازل سے اسکا ہی خاقان کمتریں
اس کی ازل سے واقعی مطلوب ہی نماز

مرغوب رب خالق شام و سحر نماز
محبوب قلب حضرت خیر البشرؐ نماز
بیشک ہے عشق بادشہ بحر و برؐ نماز
بیشک ہی حُبّ خالق شام و سحر نماز
فرماتے ہیں رسولؐ اسے دین کا ستون
سمجھو تو مرتبے میں ہے یہ کسقدر نماز
افضل ترین فرض ہے سب واجبات میں
دن رات میں مدام پڑھو وقت پر نماز
بے شک کلید جنت ماوٰی نماز ہے
بے شبہ ہے جحیم کی ایدل سپر نماز
رکھو خیال اس کا کہ ہرگز قضا نہ ہو
ہر وقت کی ادا ہو جماعت سے ہر نماز
تاکید کی ہے شہؐ نے جماعت کے واسطے
پڑھئے مدام آپ جماعت سے ہر نماز

مقبول رب پاک وہ خاقان ہیں ضرور
پڑھتے ہیں ذوق و شوق سے جو عمر بھر نماز

نور رب العلا درود شریف
جلوۂ مصطفاؐ درود شریف
پڑھ تو صبح و مسا درود شریف
ہے پسند خدا درود شریف

حضرتِ احمدؐ محمدؐ پر   پڑھتا ہے خود خدا درود شریف
مجھ پہ اللہ کی ہوئی رحمت   میں نے جس دم پڑھا درود شریف
اُن کو ممکن نہیں جناں نہ ملے   جو پڑھیں دائما درود شریف
عاشقِ حضرتِ محمدؐ ہوں   پڑھتا ہوں دائما درود شریف
دوست ہیں آپ کے جو پڑھتے ہیں   آپ پر بے ریا درود شریف
پڑھتا ہوں آپ پر ادب سے میں   یا شہِ دوسراؐ درود شریف
روز و شب با ادب پڑھا کیجئے   ہے حبیبِ خدا درود شریف

حشر تک ہو وظیفۂ **خاقان**
دمبدم یا خدا درود شریف

مداحِ شاہِ پاکؐ ہیں فضلِ خدا سے ہم   رہتے ہیں عشقِ مدحِ شہِ دوسرا سے ہم
کرتے ہیں التجا یہ ہمیشہ خدا سے ہم   تا حشر فیضیاب رہیں مصطفےٰ سے ہم
کہتا ہے ہر گدا سے یہ فیضِ عطائے شاہؐ   چاہیں تو بھر دیں لاکھوں ابھی تیرے کاسے ہم
بخشا ہے کفشِ پائے نبیؐ نے شرف مجھے   سنتے ہیں یہ صدا لبِ عرشِ علا سے ہم
کس روز ہوگا وصلِ حبیبِؐ خدا نصیب   دامن بھریں گے کب گہرِ مدعا سے ہم
یوں ہی رہا جو شوقِ شفاعت حضورؐ کا   باز آئیں گے نہ عمر بھر اپنی خطا سے ہم

ہم ہیں مریضِ عشقِ شہِ پاکؐ اے مسیح
اچھے کبھی نہ ہوں گے تمہاری دوا سے ہم
اب کے چلیں گے سوئے مدینہ ضرور ہی
دیتے ہیں اپنے دل کو یہ ہر دم دلاسے ہم
لب پر ذکر صبح و مسا رب پاک کا
غافل نہ کاش ہوں کبھی حمدِ خدا سے ہم
مدت سے جام دید جمالِ رسولؐ کے
کہتے ہیں میرے دیدے ہیں واللہ پیاسے ہم
گو ہیں فقیر ہم درِ سلطان پاکؐ کے
رکھتے ہیں دل امیر کا ان کی دعا سے ہم
خاقان کہہ رہے ہیں یہ مجھ سے مرے گناہ
رحمت کے سامنے بخدا ہیں ذرا سے ہم

جس قلب میں محبت خیر الوریٰؐ نہیں
حاصل اُسے حلاوتِ ایماں ذرا نہیں
بخشا ہے علمِ غیب بھی اُن کو غفور نے
جو کچھ ہے کائنات میں اُن پہ چھپا نہیں
بے شک ہو تم رسولؐ حیات النبی حضورؐ
اسمیں قسم خدا کی مجھے شک ذرا نہیں
تم ہو حبیب خاص خدائے کریم کے
تم جیسا افتخار کسی کو ملا نہیں
سب سے زیادہ آپ ہیں مقبولِ کبریاؐ
اس مرتبہ کا کوئی نبی دوسرا نہیں
منھ مانگی چیز آپ نے سائل کو کی عطا
نکلا کبھی زبانِ مبارک سے لا نہیں
سلطانِ انبیا ہے تمہارا لقب حضورؐ
کوئی نبی نبیوںؑ میں تمسا ہوا نہیں
بے شک حضورؐ آپ رؤف و رحیم ہیں
اُمت پہ مہربان کوئی آپ سا نہیں

فرقے ہیں اس جہان میں گمراہ جس قدر واللہ ان میں کوئی ولی خدا نہیں
گو ظلم کافروں نے کئے آپ پر بہت لیکن کبھی حضورؐ نے بدلا لیا نہیں
نامِ نبیؐ کو سن کے جو پڑھتا نہیں درود اس سا بخیل اور کوئی دوسرا نہیں
خدمت ترے نبی کی الٰہی نصیب ہو،
خاقاں کا مدعا کوئی اس کے سوا نہیں

جو بشر عشقِ رسول اللہؐ میں کامل نہیں
مرتبہ اس کو فنا فی اللہ کا حاصل نہیں

ایک دم ذکرِ رخِ پر نور سے غافل نہیں
آج کل مجھ سا کوئی قرآن کا عامل نہیں

کب مجھے دیدارِ خلاقِ جہاں حاصل نہیں
کب تصور میں مرے روئے شہِ عادلؐ نہیں

عرش پر بیشک شبِ اسریٰ گئے محبوبؐ حق
قصۂ معراج ہرگز آپ کا باطل نہیں

بادشاہوں اور شہنشاہوں امیروں میں حضورؐ
کون ایسا ہے جو در کا آپ کے سائل نہیں

جلوہ گاہِ مصطفےٰؐ ہے مصطفےٰؐ آباد ہے
عرش سے کچھ کم فضیلت میں ہمارا دل نہیں
آ رہی ہے یہ زبانِ صدق سے ہر دم صدا
آج تک گذرا محمدؐ سا کوئی عادل نہیں
بخشوا کر ہم گنہگاروں کو دلوانا بہشت
آپ کو آسان ہے مولا ذرا مشکل نہیں
زندگی جس نے گزاری یادِ ربِ پاک میں
کون کہتا ہے کہ وہ انسان زندہ دل نہیں
بزم جو خالی ہو ذکرِ سیدِ لولاکؐ سے
قابلِ رحمت قسم خالق کی وہ محفل نہیں
کس قدر اللہ اکبر بحرِ عرفاں ہے وسیع
خضر کو بھی آج تک جس کا ملا ساحل نہیں
گوہرِ مقصود سے لاکھوں کے دامن بھر دیے
آپ سا کوئی مخیر اور دریا دل نہیں
وصفِ روئے مصطفےٰؐ میں ہے مری رنگیں غزل

کون سا بلبل ہے جو اس پھول پہ مائل نہیں

چشمِ باطن سے ذرا تو دیکھئے **خاقان** کو
آپ کیا کامل نہیں کیا آپ اہلِ دل نہیں

ہیں مرے شیخ حضرت[۵] دیوانؒ   مجھ کو بے حد ہے الفتِ دیوانؒ
جو ہو طالب خدا کے جلوے کا   دیکھے آکر وہ صورتِ دیوانؒ
خوب آئینہ ہے مرے دل کا   اس میں ہے عکسِ صورتِ دیوانؒ
دل ہے محوِ تجلّیٔ مولا   ہیں تصور میں حضرتِ دیوانؒ
نورِ چشمِ جناب حیدرؓ ہیں   اللہ اللہ عظمتِ دیوانؒ
خانہ زاد آپ کا ازل سے ہوں   مجکو حاصل ہے خدمتِ دیوانؒ
آپ محبوب ہیں قلندرؒ کے   اے زہے شانِ حضرتِ دیوانؒ

---

[۵] آپ منگرول پیر میں مشہور اولیائے کاملین سے گذرے ہیں آپ کا مزار شریف متصل عیدگاہ منگرول پیر (برار) میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کا عشق عشق بدر الدینؒ[۵۱] الفت خواجہؒ[۵۲] الفت دیوانؒ
ہے یہ خاقان کی دعا حق سے
ہاتھ آ جائے خدمت دیوانؒ

---

[۵۱] قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قمر آسمان طریقت شمس فلک معرفت حضور اقدس تاج الاولیاء سیدنا و مولانا و مرشدنا حضرت شاہ بدر الدین عرف حیات قلندر منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ رفاعی خاندان کے ایک بہت بڑے بزرگ ہیں آپ کا مزار شریف منگلور میں جس کو آج کل منگرول پیر کہتے ہیں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ کتاب تذکرۃ الصلحا موسوم بہ اسم تاریخی تاریخ احسن مطبوعہ بدایوں شریف میں آپ کی تاریخ وصال ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۶۵۱ ہجری لکھی ہے آپ کا عرس شریف ہر سال ماہ جمادی الثانی کی بائیسویں تاریخ کو نہایت دھوم دھام اور شان و شوکت سے ہوتا ہے۔

[۵۲] حضور انور خواجۂ خواجگان قطب الاقطاب تاجدار اولیاء سیدنا و مولانا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مطلع ہم خوب سمجھتے ہیں کہ تم کون ہو کیا ہو   اللہ کے محبوبؐ ہو اللہ نما ہو
تم صاحب معراج شہ ارض و سما ہو   کیونکر نہ رسولوںؑ پہ تمھیں فخر شہاؐ ہو
سر میرا ادب سے قدم شہ پہ جھکا ہو   تعظیم سے یہ سجدۂ تعظیمی ادا ہو
انوار حقیقت ہیں عیاں رخ سے تمہارے   تم آئینۂ ذات خدائے دو سرا ہو
ادنیٰ سی ہے یہ بات شہاؐ پاس تمہارے   تم ہمکو ملادو ابھی خالق سے جو چاہو
اللہ نے بخشا ہے تمہیں علم لدنی   تم واقف اسرار خدائے دو سرا ہو
کرتے ہو عطا خواہش سائل سے زیادہ   تم ایسے سخی اے شہ لولاک لماؐ ہو
بخشی ہے تجھی نے ہی مجھے دولت عرفاں   اے عشق رسول عربیؐ تیرا بھلا ہو
دیکھا ہے شہ پاک کو جس نور سے تم نے   حق یہ ہے کہ حق بیں ہو تم اس دن سے نگاہو
آتے ہو نظر سب کو تو ظاہر میں بشر تم   باطن میں خدا جانے کہ تم کون ہو کیا ہو
تا حشر نہ موقوف ہو قرآں کی تلاوت   دل محو خیال رخ شہؐ صبح و مسا ہو
اس جسم کا کس طرح پڑے سایہ زمیں پہ   جو نور سے اللہ تعالیٰ کے بنا ہو
بھولے سے بھی میں اسکو نہ اکسیر سے بدلوں   حاصل جو مجھے خاک در شاہ ہدیٰ ہو
پڑھ لے جو درود آپ کے گیسو پہ ہر اک شب   تا حشر وہ ہرگز نہ گرفتار بلا ہو
مقبول سخن کیوں نہ ہو **خاقان** تمہارا

تم واصفِ احمدؐ ثنا خوانِ خدا ہو
جس کو تم چاہتے ہو جلوہ دکھا دیتے ہو
بادۂ عشق سے سرشار بنا دیتے ہو
چاہنے والوں کو تم اپنے حضور اقدسؒ
خود بھی ملتے ہو خدا سے بھی ملا دیتے ہو
اے زہے صل علیٰ اپنے ہر اک خادم کو
منزلیں عشق کی طے ساری کرا دیتے ہو
اک نظر ڈالتے ہو جس پہ مرے مولا تم
قسم اللہ کی ولی اس کو بنا دیتے ہو
آتا خدمت میں ہے خوابیدہ تقدیر اگر
اس کی سوتی ہوئی قسمت کو جگا دیتے ہو
حق نے بخشی ہے کرامت وہ تمھیں اے سرکارؒ
بگڑی ہر ایک کی فی الفور بنا دیتے ہو
للہ الحمد کہ بلوائے تو ہو خدمت میں
اپنے خاقان کو ارشاد ہو کیا دیتے ہو

پند سودمند

رسول اللہؐ سے رکھو محبت اے مسلمانو
کرو ہر کام میں ان کی اطاعت اے مسلمانو
رسول اللہؐ کی کرکے اطاعت اے مسلمانو
کرو اللہ کی ہر دم عبادت اے مسلمانو
لکھا ہے مصحفِ اطہر میں جنّ کو اور انساں کو
کیا پیدا خدا نے بہر طاعت اے مسلمانو
کرو ہر کام میں تم پیروی حضرت محمدؐ کی
خدا کی ہو گی بیشک تم پہ رحمت اے مسلمانو
اطاعت مصطفےٰؐ کی ہے اطاعت ربّ عالم کی
دل و جاں سے بجا لاؤ یہ خدمت اے مسلمانو
چلو راہِ پیمبرؐ پر سنوارو آخرت اپنی
کرو تم عاقبت کی جمع دولت اے مسلمانو
خلافِ دیں ہیں رائج جسقدر رسمیں اُنھیں چھوڑو

کرو تم اختیار افعال سنت اے مسلمانو
لبیں اپنی بڑھا کر اور صفا چٹ ڈاڑھیاں کر کے
عجب اپنی بنا لیتے ہو صورت اے مسلمانو
تمہاری قبر میں جب مصطفیؐ تشریف لائیں گے
یہی دکھلاؤ گے کیا ان کو صورت اے مسلمانو
کرو باریک مونچھوں کو بڑھاؤ ڈاڑھیاں اپنی
یہی ہے اپنے پیغمبرؐ کی سنت اے مسلمانو
بغیر از عذر شرعی کھوتے ہو اپنی نمازیں تم
بہت پچھتاؤ گے روزِ قیامت اے مسلمانو
کرو ہرگز نہ کھیل اور کود میں برباد عمر اپنی
جوانی میں کرو ہر دم عبادت اے مسلمانو
قویٰ مضبوط رہتے ہیں جوانی میں ہر انساں کے
جہاں تک ہو سکے کر لو عبادت اے مسلمانو
رذیلوں اور کمینوں سے نہ ہرگز دوستی رکھو
کرو تم اختیار اچھوں کی صحبت اے مسلمانو

کرو علم و ہنر حاصل کرو انسانیت پیدا
کہ ہو دنیا میں حاصل تم کو عزت اے مسلمانو
رہو ہرگز نہ تم بیکار اس گلزار عالم میں
ریاضت سے کماؤ خوب دولت اے مسلمانو
تونگر ہو اگرچہ تم تو کر کے حج بیت اللہ
کرو قبر پیمبرؐ کی زیارت اے مسلمانو
بچو ہر شرک و بدعت سے کہ بیشک زہر قاتل ہے
رہو ہر دم مطیع حکم حضرتؐ اے مسلمانو
دل و جاں سے اسے مانو جو کچھ خاقان کہتا ہے
تمہارے کام کی ہے یہ نصیحت اے مسلمانو
دلوں سے دور کر دو اپنے غفلت اے مسلمانو
بجا لاؤ ہر اک حکم شریعت اے مسلمانو
اگر تم چاہتے ہو قصر جنت اے مسلمانو
کرو دن رات مولا کی عبادت اے مسلمانو
نہ رکھو تم کبھی باہم عداوت اے مسلمانو

خدا کے واسطے چھوڑ دو یہ عادت اے مسلمانو

خدا[۵۱] والوں کی رکھو دل میں الفت اے مسلمانو
کرو اُن کے مزاروں کی زیارت اے مسلمانو

ہے واجب اولیائے حق کی عزت اے مسلمانو
نہ دیکھو اُن کو از چشمِ حقارت اے مسلمانو

وہ ہو جاتے ہیں مقبول الٰہ العالمیں بیشک
جو کرتے ہیں ہمیشہ اُن کی خدمت اے مسلمانو

رسائی اُن کی ہے واللہ دربار محمدؐ تک
بجا ہے واقعی ان کی کرامت اے مسلمانو

رسولِ حق جنابِ حضرتِ احمدؐ کی جانب سے
ملی ہے واقعی اُن کو نیابت اے مسلمانو

جو مرشد ہے مطیعِ سنت شاہنشہِ عالمؐ
بلاشک اُسکی ہے مقبول بیعت اے مسلمانو

---

[۵۱] اولیاء اللہ۔

ہے بیشک فرض اس کی پیروی ہر اک مسلماں پر
شریعت کی کرو ہر دم اطاعت اے مسلمانو

چلے گا بس نہ ہرگز تم پہ نفس شوم و شیطاں کا
رہو پابند احکام شریعت اے مسلمانو

یہ عادت ہے بری اس سے بچو ہر روز و شب ہر دم
کسی کی تم کرو ہرگز نہ غیبت اے مسلمانو

اگر حاصل ہو نان خشک قسمت پر رہو شاکر
نہ کھاؤ تم بیاج اور لو نہ رشوت اے مسلمانو

کرو تم اپنے ہاتھوں خرچ اس کو راہ مولا میں
اگر رکھتے ہو اپنے پاس دولت اے مسلمانو

کرو خیرات اپنی زندگی میں جس قدر چاہو
نہ ساتھ آئے گی مرقد میں یہ دولت اے مسلمانو

جسے کہتے ہیں دنیا ہے زراعت آخرت کی یہ
کرو عقبیٰ کی خاطر جمع دولت اے مسلمانو

جناب سرور دیں کے محبت کی نشانی ہے

کرو دن رات بزم ذکر حضرت اے مسلمانو
مدینے میں ہوا کرتی ہے گھر گھر محفل مولد
ہے مستحسن۔ نہیں یہ فعل بدعت اے مسلمانو
روایات غلط ہرگز نہ ہوں اس میں بیاں دیکھو
کر دیجے بیاں حالات حضرتؐ اے مسلمانو
اسی میں ہے فلاح آخرت خاقاںؔ کہتا ہے
خدا را یہ مری مانو نصیحت اے مسلمانو

مومنو تم شرک سے اور کفر و بدعت سے بچو
ق راہ سنت پر چلو راہ ضلالت سے بچو،
ہے حدیثِ مصطفےٰؐ جس قبر میں مردہ نہ ہو
ایسے مرقد کی ہمیشہ تم زیارت سے بچو،
ہے زیارت ایسے مرقد کی مسلمانو حرام
مان لو کہنا مرا حضرتؐ کی لعنت سے بچو
کرتا ہے سوئے بدی مائل ہمیشہ یہ خبیث

نفس امارہ کی ناشایستہ حرکت سے بچو

ہے کھلا دشمن مسلمانو یہ شیطان رجیم
اس کے پھندوں سے بچو اسکی شرارت سے بچو

کچھ نہیں ہے پاس جن کو مذہب اسلام کا
قرب سے اُن کے بچو اور اُن کی صحبت سے بچو

حق کسی کا ماریئے ہرگز نہ دولت کے لئے
آہ سے مظلوم کی اور ایسی دولت سے بچو

ہو کمائی جس بشر کی اے مسلمانو حرام
ایسا کھانا تم نہ کھاؤ ایسی دعوت سے بچو

جو نہیں ثابت قدم راہِ رسول اللہؐ پر
ایسے مرشد کی ہمیشہ تم اطاعت سے بچو

ہوتی ہے بے طمع ذاتِ اولیائے کاملیں
تم فقیرِ طالبِ دنیا کی صحبت سے ، بچو

گر رضا مندی خدائے پاک کی مطلوب ہے
کر کے حضرتؐ کی اطاعت شرک و بدعت سے بچو

ہے پسند خالق ہر دو سرا عجز و نیاز
اے مسلمانو ہمیشہ کبر و نخوت سے بچو
زہر قاتل ہیں تمہارے حق میں ان کی صحبتیں
اہل دنیا کی تم اے خاقان صحبت سے بچو

دو عالم سے معظم ہے رسول اللہ کا رتبہ
زیادہ عرش سے ہے آپکی درگاہ کا رتبہ

نہیں حق نے پکارا آپ کو نام محمدؐ سے
تعالی اللہ وہ ہے احمدؐ ذیجاہ کا رتبہ

ہے ان کا طور مسکن آپکا عرشِ معظم ہے
کلیم اللہؑ سے بڑھ کر ہے حبیب اللہؐ کا رتبہ

یہ مانا سب صحیفے قابلِ تعظیم ہیں بیشک
مگر ان سب سے بڑھ کر ہے کلام اللہ کا رتبہ

پڑا آب دہن ہے جس کنوئیں میں سرور دیںؐ کا
حقیقت میں ہے کوثر سے بلند اس چاہ کا رتبہ

یہی ہے وجہ سر اپنا جھکایا عرش اعظم نے
حمیدہ دیکھ کر گرگردوں ہے قبر شاہؐ کا رتبہ

لفاظ شعر وصف روئے شہؐ کو وہ ملا درجہ
کہ جس کے سامنے ہے پست مہر و ماہ کا رتبہ

نہیں پایا نہیں پایا وہ ابتک عرش اعظم نے
ہے جیسا افضل و اعلیٰ مزار شاہؐ کا رتبہ

جھکا کر سر جہاں آتے ہیں شاہانِ جہاں پنا
وہ ہے حضرت رسولؐ اللہ کی درگاہ کا رتبہ

مخجل ہے جس کے آگے جنت الفردوس کا گلشن
وہ ہے جائے مزار سرورِ ذیجاہؐ کا رتبہ

نہیں ہوگا ترا عین الیقیں حق الیقیں خاقاں
نہو حاصل تجھے جب تک فنا فی اللہ کا رتبہ

در فضیلت افضل الاذکار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم)

بے ریا لا الہ الا اللہ — پڑھ سدا لا الہ الا اللہ
راہ عرفان کا یہی بیشک — رہنما لا الہ الا اللہ
قرب خالق کے واسطے پڑھیۓ — دائما لا الہ الا اللہ
دل مردہ کو زندہ کرتا ہی — مرحبا لا الہ الا اللہ
درد عصیاں کے واسطے بیشک — ہے دوا لا الہ الا اللہ
راہ اللہ میں مرا رہبر — ہوگیا لا الہ الا اللہ
عرش اعظم پہ اور کرسی پہ — ہی لکھا لا الہ الا اللہ
دین اسلام اور ایماں کی — ہے ضیا لا الہ الا اللہ

روزِ اوّل سے دل یوں روشن ہے واہ کیا لا الہ الا اللہ
کہہ اُٹھا صدقِ دل سے میں بیشک جب سنا لا الہ الا اللہ
میں کہوں قبر میں دمِ پرسش، اے خدا لا الہ الا اللہ
زندہ دل ہوگا تو بھی اے خاقان
پڑھ سدا لا الہ الا اللہ

جو پڑھا کرتے ہیں ہر صبح و مسا بسم اللہ
رنج و غم سے انہیں کرتی ہے رہا بسم اللہ
فی الحقیقت ہے کلیدِ درِ فردوس یہی
اور ہے راہبرِ راہِ خدا بسم اللہ
تھی یہی عادتِ شاہنشہ لولاک لماؐ
اُٹھتے اور بیٹھتے کہتے تھے سدا بسم اللہ
اور ہر کام میں واللہ ہمیشہ ہر دم
کہتے تھے سرورِ لولاک لماؐ بسم اللہ
پڑھئے جس کام میں آپ اُسکا ہو انجام بخیر
رکھتی ہے کیا برکت صل علیٰ بسم اللہ

چاہیے پڑھتے رہیں اس کو شروعِ ہر کام
باعثِ خیر ہے کیا نام خدا بسم اللہ
پڑھے خاقانؔ اسے آپ ہمیشہ ہر دم
دمبدم پڑھتے تھے محبوبؐ خدا بسم اللہ

کرم ہم پر بڑا اپنا کیا ہے ربِّ اکبر نے
بنایا اُمّتی اپنے نبیؐ کا ہم کو داور نے
گیا سب درد اور پائی شفا صدیق اکبرؓ نے
لگایا زہر کی جا پر لعاب اپنا جو سرورؐ نے
پیا پانی بجھائی پیاس اپنی اہلِ لشکر نے
بہایا جس گھڑی انگشت سے دریا پیمبرؐ نے
ہوئیں بیمار آنکھیں حیدرِ کرارؓ کی اچھی
لگایا جس گھڑی آبِ دہن اپنا پیمبرؐ نے
پئے تبلیغ احکامِ الٰہی اے مسلمانو
اُٹھائیں سخت تکلیفیں رسولِ ربِّ اکبرؐ نے
شہِ دیںؐ؟ آپ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں اشرف ہیں
بہت تعریف کی ہے آپکی قرآں میں داور نے
کیا جاتا ہے ساتھ اذکارِ حق کے ذکرِ حضرت بھی
کمالِ منزلت پایا ہے وہ محبوبؐ داور نے
بجا ڈنکا جہاں میں ہر طرف اُنکی شجاعت کا
اُکھاڑا بابِ خیبر ایک حملہ میں جو حیدرؓ نے
جہاں کی نعمتیں اُنکے لئے گو سب مہیا تھیں
مگر نانِ جویں پر بس قناعت کی پیمبرؐ نے
گلستانِ جہاں میں مومنو تشریف لاتے ہی
کیا سجدہ خدائے پاک کو اپنے پیمبرؐ نے
نبیؐ کے تابعِ فرماں رہے ہر دم اطاعت کی
شجر نے چارپایوں نے در و دیوار پتھر نے

کوئی شاہ شہیداں ہے کوئی سلطان ذیشاں ہے
مراتب کیسے کیسے پائے ہیں شبیرؓ و شبرؓ نے
برائے امتحاں لائی تھی عورت گود میں بچہ
رسول اللہؐ سے کی گفتگو اُس طفل اصغر نے
گرا بو جہل خود ہی اُس میں اے خاقان منہ کے بل
جو کھودا تھا کنواں بہر پیمبرؐ اُس ستمگر نے

بندے ہیں ہم جناب خدائے کبار کے
اور ہیں غلام پنجتنؑ و چار یارؓ کے
کہتا ہوں میں مدام نبیؐ کو پکار کے
بیشک رسول آپ ہیں پروردگار کے
دونوں جہاں میں یا شہ کونینؐ ہر جگہ
جھنڈے گڑے ہیں آپ کے عز و وقار کے
اللہ رے مرتبہ شہ عالی تبارؐ کا
ق
بے شک حبیب آپ ہیں پروردگار کے
جائیں حضورؐ تو مع نعلین عرش پہ
آئیں کلیمؑ طور پہ جوتہ اُتار کے
ممکن نہیں بیان شہ عالمؐ کی شان کا

رتبے بہت بلند ہیں اُن کے وقار کے

موصوف مرسلانِ سلف ہیں نبیؐ کی ذات
ممدوح آپ ہی ہیں خدائے کبار کے

اللہ رے افتخار نبیؐ ۔ سارے انبیاؑ
زیرِ لوا ہیں شافعِ روز شمارؐ کے

بھر دے دُرِ مراد سے دامانِ مدعا
صدقے میں یا الٰہی شہِ نامدارؐ کے

کرتے ہیں بندگی جو خدائے کریم کی
بندے وہی ہیں حضرتِ پروردگار کے

تشریف لاؤ خواب میں اب تو رسولؐ پاک
صدمے اُٹھا چکا ہوں بہت انتظار کے

ہے آرزو کہ پڑھتا ہوا با ادب درود
بیٹھوں مدام سامنے شہؐ کے مزار کے

خاقاں کی آرزو دمِ تسلیم ہے یہی
قدموں پہ سر ہو میرا رسولِؐ کبار کے

اپنے اعجاز سے اے سرورِؐ انور تم نے
کر دیا چاند کو شق چرخِ بریں پہ تم نے
کوئی سائل نہ درِ پاک سے محروم پھرا
اپنے منگتوں کو غنی کر دیا سرورؐ تم نے
لائے ایمان اسی وقت بہت سے کافر
جب کئے چاند کے دو ٹکڑے فلک پہ تم نے
نکلا ڈوبا ہوا خورشید منور فوراً
پھر تو دید دعا کی جو پیمبرؐ تم نے
پہنچے کفار سے گو سخت مصائب تم کو
بد دعا کی نہ کبھی شافعِ محشرؐ تم نے
ساتھ ثعبانؓ کے اقرار بیعت کر کے
رنج فرقت سے چھڑایا ہے پیمبرؐ تم نے
کی عطا نعمتِ کونین تو سب لوگوں کو
اور کفایت کی فقط ربِ علا پہ تم نے
اختیاری تھا یہ سب زہد مگر واہ رے فقر

پیٹ بھر کر نہ غذا کھائی پیمبرؐ تم نے
فرقتِ شاہ میں روتا تھا ستونِ مسجد
خطبہ جب وقت پڑھا بر سرِ ممبر تم نے
سب نے تسبیح کی آواز سنی ہے ان سے
جب گھڑی ہاتھ میں اپنے لئے کنکر تم نے
اِن کا پاؤ گے صلہ حق سے ضرور اے خاقان
معجزے لکھے پیمبرؐ کے ہیں اکثر تم نے

کیا ہو تمثیل انہیں موتیوں کے ہاروں سے
ضو میں دندان محمدؐ ہیں سوا تاروں سے
یا نبیؐ آپ جو چاہیں تو ابھی ہوں پیدا
سنگریزوں سے گہر اور گل تر خاروں سے
ہیں محب حیدرؓ و صدیقؓ و عمرؓ اور عثمانؓ
جان و دل سے ہے محبت مجھے ان چاروں سے
ہے فضیلت میں رخِ پاک مثالِ قرآں
اور دندانِ نبیؐ کم نہیں سیپاروں سے
یاد آیا درِ میخانۂ عشقِ نبویؐ
جھوم کر ابر سیہ اٹھا جو کہساروں سے
لائیں بالیں پہ اگر فخرِ مسیحا تشریف
مرضِ ہجر ابھی دور ہو بیماروں سے
اب تو للہ مدینے میں بلا لو ہم کو
دوری کب تک ہے حضورؐ اپنے طلبگاروں سے
ہوں مہ و مہر ابھی بخت پہ اپنے شاداں
دو جو تشبیہ انہیں شاہؐ کے رخساروں سے

ہم سوا نعت کے لکھیں گے نہ دیگر اشعار
کام غفلت کے نہ ہوں گے کبھی ہشیار دل سے
آجکل بھیس میں ولیوں کے ہیں شیطان بہت
رہنا ہشیار ذرا بھائیو مکاروں سے
کیوں نہ ہر وقت رہیں مست بھلا اے خاقان
ہم بھی ہیں بادۂ توحید کے مے خواروں سے

آپ ہیں صاحب قرآں مرے مکی مدنی ؐ
آپ ہیں سید ذیشاں مرے مکی مدنی ؐ
آپ ہیں شاہ رسل ؐ شاہ عرب ؐ شاہ امم ؐ
آپ ہیں سرورِ ذیشاں مرے مکی مدنی ؐ
آپ ؐ پر آپ ؐ کے اصحاب ؓ پہ سب عترت ؓ پر
ہوں تصدق بہ دل و جاں مرے مکی مدنی ؐ
اپنے دیدار کی دولت سے غنی کر دیجے
ہوں بہت بے سر و ساماں مرے مکی مدنی ؐ
اپنے خاقان کو اپنا ہی بنا کر رکھو
میرے سرور مرے سلطان مرے مکی مدنی ؐ

ایضاً

تم اپنا رخِ پاک دکھا کیوں نہیں دیتے
دیوانہ مجھے اپنا بنا کیوں نہیں دیتے

ساغرِ مئے عرفاں کا پلا کر مرے مولا
متوالا مجھے اپنا بنا کیوں نہیں دیتے

محرومِ غمِ ہجرِ پیمبرؐ ہوں طبیبو
کھانے مجھے طیبہ کی ہوا کیوں نہیں دیتے

صدقہ شہِ اجمیرؒ کا دریائے گنہ سے
بیڑے کو مرے پار لگا کیوں نہیں دیتے

روضے پہ مجھے سیدِ ابرارؐ بلا کر
اللہ تعالیٰ سے ملا کیوں نہیں دیتے

آجائیگی میرے تنِ بیجاں میں ابھی جان
ٹھوکر مری میت کو لگا کیوں نہیں دیتے

اس چشمِ خدا بیں کا تصدق مجھے مولا
مستِ مئے توحید بنا کیوں نہیں دیتے

خاقان کو طیبہ میں بلا کر شہِ والا
قیدِ غمِ ہجراں سے چھڑا کیوں نہیں دیتے

لطفِ باغِ جنت ہادیِ نبیؐ خانے میں ہے
لذتِ ذکرِ خدا حضرتؐ کے افسانے میں ہے

جوشِ الفت سچ اگر پوچھو تو پروانے میں ہے
عشق کی لذت مثالِ شمع جلجانے میں ہے

مضطر ہر ایک ارماں دل کے کاشانے میں ہے

دیر کیوں تشریف مولا آپ کے لانے میں ہے

زلف واللیل اذا یغشیٰ رخِ سرورؐ والضحیٰ
سرِ واللیل آپ کے بے ریب و شک شانے میں ہے

مست اور بیخود بنایا عشق چشمِ پاک نے
کس غضب کا کیف اس عرفاں کے پیمانے میں ہے

واصلانِ حق ہیں کہلاتے محبّانِ رسولؐ
مرحبا تاثیر کیا حضرتؐ کے یارانے میں ہے

طالبانِ جلوۂ حق جائیں طیبہ کی طرف
نورِ حق جلوہ فزا حضرت کے کاشانے میں ہے

رشک جنت گر کہوں کوئے نبیؐ کو ہے بجا
اک بہارِ گلستاں طیبہ کے ویرانے میں ہے

دردمندانِ گنہ کو ہو نوید جانفزا
دردِ عصیاں کی دوا شہؐ کے شفا خانے میں ہے

روح پرور فرحت افزا دلپذیر و لاجواب
یہ ہر اک خوبی اگر ہے شہؐ کے افسانے میں ہے

آپکی فرقت میں ہے خاقان بیحد مضطرب
یا نبیؐ؟ تاخیر کیوں اب اُسکے بلوانے میں ہے

آشفتہ روئے شہ والاؐ مرا دل ہے
اس پھول کا اب بلبل شیدا مرا دل ہے
مداح جناب شہ بطحاؐ مرا دل ہے
مقبول خداوند تعالےٰ مرا دل ہے
مصروف ثنائے شہ بطحاؐ مرا دل ہے
اب مستحق رحمت مولا مرا دل ہے
حوروں سے کہو مجکو نہیں چاہ تمہاری
خواہان نبیؐ طالب مولا مرا دل ہے
ہے آرزو آجائے نظر روئے محمدؐ
حسرت کش دید شہ بطحاؐ مرا دل ہے
پاتا ہوں اسی میں میں تجلائے نبیؐ کو
کیونکر نہ کہوں یہ کہ مدینا مرا دل ہے
ہے جلوہ گہ ربّ دو عالم یہ ازل سے
جائز ہے طواف اِسکا کہ کعبا مرا دل ہے
ہے محو خیال شہ لولاکؐ شب و روز
اس وجہ خداوند کو پیارا مرا دل ہے
خاقان ہوں میں طالب محبوب الٰہی
مطلوب خداوند تعالےٰ مرا دل ہے

ایضاً

فیض مزار سرورؐ مجھ کو بلا رہا ہے
خلد بریں کا مژدہ پیہم سُنا رہا ہے
دل کو خیال گیسو وحشی بنا رہا ہے
دیوانگی میں مجکو اک لطف آ رہا ہے

ذکرِ دہانِ سرورؐ واعظ سُنا رہا ہے
جامِ بقا کی لذت اب دل اٹھا رہا ہے
ہجرِ نبیؐ میں میری آہیں شرر فشاں ہیں
نالوں سے میرے گردوں چکر میں آ رہا ہے
ممکن نہیں ہے اُٹھنا اپنا درِ نبیؐ سے
کیوں چرخِ پیر ہم کو آنکھیں دکھا رہا ہے
فیضِ رخِ نبیؐ سے دیواں کا نقطہ نقطہ
شمس و قمر سے اپنی آنکھیں لڑا رہا ہے
کندہ ہے لوحِ دل پر نامِ حضورؐ انور
عرشِ بریں پہ تارا کیا جگمگا رہا ہے
وصفِ قدِ پیمبرؐ میرے دہن سے سُن کر
بہرِ سلام جُھک کر شمشاد آ رہا ہے
پیشِ نظر ہے ابروِ سلطانِ دوسراؐ کا
کعبے میں اپنے سر کو خاقاںؔ جُھکا رہا ہے

ہند سے سوئے مدینہ جاتے جاتے رہ گئے
ہم ہوائے باغِ جنت کھاتے کھاتے رہ گئے
خواب میں محبوبِ داورؐ آتے آتے رہ گئے
ہم مرادِ قلبِ مضطر پاتے پاتے رہ گئے
راہِ طیبہ سے قضا ملکِ عدم کو لے چلی
جنت الفردوس میں ہم جاتے جاتے رہ گئے
ہوتے ہوتے رہ گیا دیدارِ سرورؐ خواب میں

نغمۂ صل علیٰ ہم گاتے گاتے رہ گئے

کیوں نہ ہو خاقان افسوس اپنی قسمت پر ہمیں
اب کے بھی ہم سوئے طیبہ جاتے جاتے رہ گئے

ایضاً

عجب شان یا مصطفےٰؐ آپکی ہے
ضیائے الٰہی ضیا آپکی ہے،
ثنائے الٰہی ثنا آپکی ہے
ولائے الٰہی ولا آپکی ہے،
تمامی نبیوںؑ رسولوںؑ سے حضرتؐ
فضیلت شرافت سوا آپکی ہے۔
محبت مرے دلمیں روز ازل سے
جناب رسول خداؐ آپکی ہے،
ملائک کی حوروں کی آنکھوں کا سرمہ
شہنشاہ دیںؐ ؟ خاکِ پا آپکی ہے۔
ازل سے مری آنکھ میں اور دل میں
شہنشاہ لولاکؐ ؟ جا آپکی ہے،
بنا دیتی ہے دم میں ناقص کو کامل
وہ سرکار چشم عطا آپکی ہے،
خدا کے ہیں آپ اور خدا آپ کا ہے
خدائی بھی یا مصطفےٰؐ آپکی ہے،
ہوئی آج تک جو نہ رد اور نہ ہوگی
وہ مقبول خالق دعا آپکی ہے،
کہا سن کے اشعارِ خاقاں یہ سب نے
طبیعت عجب مرحبا آپ کی ہے

ذکر شاہنشہ لولاک لمّا ہوتا ہے
بزم میں غلغلۂ صلِّ علیٰ ہوتا ہے
دمبدم پڑھتے رہو صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
سُنکے اس ذکر کو خوش ربِّ علیٰ ہوتا ہے
ہوتی ہے رحمتِ اللہ وہاں پر نازل
آپ کا ذکر جہاں شاہِ ہُدیٰ ہوتا ہے
بزم میلادِ شہِ پاک رسولؐ حق میں
لطفِ جنت مجھے حاصل بخدا ہوتا ہے
دوڑے آتے ہیں شہِ دیں کی صفت سننے کو
جن کو عشقِ شہِ لولاک لمّا ہوتا ہے
بزم میں سُنکے ثنا گیسوئے شاہِ دیںؐ کی
طائرِ دل قفسِ غم سے رہا ہوتا ہے
یا رسولِ عربیؐ آپ کا عاشق بیشک
قابلِ عشقِ خدائے دوسرا ہوتا ہے
جو فنا ہوتا ہے عشقِ نبوی میں اُسکو
رتبہ خالق سے شہادت کا عطا ہوتا ہے

پنجگانہ جو پڑھا کرتے ہیں خاقانؔ نماز
اُن سے خوش خالقِ ربِّ دوسرا ہوتا ہے

عشقِ جنابِ خالقِ عالم نماز ہے
حبِّ جنابِ سرورِ اکرمؐ نماز ہے
ساری عبادتوں میں معظم نماز ہے
نزدیک ربِّ پاک مکرم نماز ہے
آئینۂ جمالِ خداوندِ دوسرا
اور جلوۂ رسولؐ مکرمؐ نماز ہے
رہتے ہیں فضلِ حق سی نمازی ہمیشہ خوش
کردیتی اُن سی دور ہر اک غم نماز ہے
دروازہ کھولدیتی ہے قصرِ بہشت کا
کردیتی بند بابِ جہنم نماز ہے

جس دل نے چوٹ کھائی ہے آپکے عشق کی مخصوص اُس کے واسطے مرہم نماز ہے
مقبول رب پاک خداوند انس و جاں اور دلپذیر سیّد عالمؐ نماز ہے
خاقانؔ پڑھ مدام بڑے ذوق و شوق سے
وجہ وصال ربّ دو عالم نماز ہے

تیغ جب چمکی جہاں میں مذہب اسلام کی
کٹ گئیں فوراً سے پہلے گردنیں اصنام کی
سن کے اسم پاک انکا با ادب پڑھیئے درود
فرض ہے تعظیم سب پر مصطفٰےؐ کے نام کی
جب تصور میں رخ و گیسو کے آجاتی ہے نیند
خواب میں مَیں سیر کرتا ہوں حلب اور شام کی
پی کے آنسو یاد چشم شاہؐ میں کرتا ہوں میں
لذتیں ہر گھونٹ میں ہیں شیرۂ بادام کی
یاالٰہی صدقہ زلف و روئے شاہ پاکؐ کا
فتح فوج کفر پر ہو لشکر اسلام کی
دولت دارین سے ہو جاؤں مالا مال میں

ہاتھ آجائے جو خدمت آپکے خدام کی

کفر کی ظلمت مٹی سارا جہاں روشن ہوا
جب ضیا چمکی بشکل آفتاب اسلام کی

کاش روز حشر تک بیمار الفت ہی رہوں
دیکھوں میں ہرگز نہ صورت صحت و آرام کی

لکھتا ہوں نعت رسول پاک ؐ میں بہر ثواب
کب زمانے سے طلب ہے مجکو داد انعام کی

مٹ نہیں سکتا کبھی ہرگز مقدر کا لکھا
ہے عبث بیجا شکایت گردش ایام کی

سچ اگر پوچھو تو خاقاں نعت حضرت کے طفیل
ہو گئی کونین میں شہرت تمہارے نام کی

جس گھڑی روح مری خالق اکبر نکلے
دمبدم منھ سے مرے نام پیمبرؐ نکلے

جس گھڑی ہند سے زوار پیمبرؐ نکلے
غل ہوا مستحق رحمت داور نکلے

خدمت آئینہ برداری حضرتؐ کیلئے
گھر سے ہم بھیس سکندر کا بدل کر نکلے

آیا دندان نبیؐ کا دم گریہ جو خیال
اشک بن بن کے مری آنکھ سے گوہر نکلے

دیکھ پائے جو فقط عکسِ رخِ انور کو
ماہ کیا مہر بھی کھاتا ہوا چکر نکلے

امتحاں آج ہی عشاق شہِ انورؐ کا
ہم بھی کرنے قدم شہؐ پہ فدا سر نکلے

کوئی حوروں کا کوئی خلد کا طالب نکلا
ہم قیامت میں فقط طالبِ سرورؐ نکلے

ہم گنہگاروں کو جب آپ نے دیکھا مایوس
بس کمر کس کے شفاعت پہ پیمبرؐ نکلے

تا ابد مجھ سے نہ چھوٹے یہ گلستانِ بہشت
کوئے حضرتؐ سے قدم میرا نہ باہر نکلے

جاؤں حضرتؐ کی زیارت کیلئے حج کر کے
جلد ارماں یہ مرا خالقِ اکبر نکلے

جب کبھی اپنے گناہوں پہ نظر کی میں نے
آنکھ سے اشکِ ندامت مری اکثر نکلے

یہی حسرت یہی ارماں یہی خواہش ہے
یا خدا روح مری روضۂ شہؐ پر نکلے

وہ گلی کوچہ مہکتا ہے بسانِ جنت
جس گلی کوچے میں ہو کر شہِ انورؐ نکلے

نوبتیں بجتی ہیں شادی کی گنہگاروں میں
بخشوانے شہِ دیںؐ شافعِ محشرؐ نکلے

دیکھ کر ہول جہنم سے پریشاں ہم کو
مژدۂ خلد سنانے کو پیمبرؐ نکلے

دوڑو دوڑو قدمِ پاک کو چومو خاقاں
دیکھو دیکھو وہ جنابِ شہِ انورؐ نکلے

جمالِ مصطفیٰؐ نورِ خداوند تعالےٰ ہے
دو عالم میں ظہورِ سرورِ دیںؐ سے اجالا ہے

سپہ سالار ہیں اس فوج کے حضرت رسول اللہؐ
جو ولیوںؒ کا نبیوںؑ کا رسولوںؑ کا رسالا ہے

فراق ابروؤ مژگان محبوب الٰہی میں
مجھے ہر آہ ناوک ہے مجھے ہر سانس بھالا ہے

بشر تو پھر بشر ہے قدسیوں کے قلب ہلتے ہیں
فراق شاہؐ میں کس درجہ پُر تاثیر نالا ہے

مرا ہر شعر وصف ابروئے پُر نور سرورؐ میں
برائے قتل اعدائے نبیؐ برچھی ہے بھالا ہے

یہ ہے اعجاز پائے شہؐ قدم جب سنگ پر رکھا
پگھلنے میں جو ہے وہ موم تو نرمی میں گالا ہے

محمدؐ مصطفٰےؐ کی نعت کا شیدا ہوں عاشق ہوں
میں سچ کہتا ہوں میں نے ہوش جبدن سے سنبھالا ہے

تصدق ہے جو مال و جان و دل سے شاہ والاؐ پر
اُسی کا رتبہ اعلیٰ ہے وہی اللہ والا ہے

کیا ہے جس نے اپنا نفس موڑا عیش دُنیا سے

تو گویا آستیں میں اس نے اپنی سانپ پالا ہے
چمک ہے دانے دانے میں شمار ذکر سے خاقاں
مری تسبیح ہے یا گوہر انجم کی مالا ہے
نبیؐ کے عشق میں آنسو بہائے جس کا جی چاہے
مکاں گوہر کا جنت میں بنائے جس کا جی چاہے
اگر منظور ہونا جیتے جی ہو داخل جنت
تو بس طیبہ کی جانب جلد جائے جسکا جی چاہے
کہوں گا خلد میں حوروں سے عاشق مصطفےٰؐ کا ہوں
مجھے ذکر نبیؐ ہردم سنائے جسکا جی چاہے
فدائی کو حیاتِ جاودانی ہاتھ آتی ہے
شہِ لولاکؐ پر قربان جائے جسکا جی چاہے
دماغِ سامعیں بس جائیں گے گلہائے جنت میں
ثنا رخسار حضرتؐ کی سنائے جس کا جی چاہے
نبیؐ کی نعت اس محفل میں اب خاقان پڑھتا ہے
خبر کردو یہاں سننے کو آئے جسکا جی چاہے

یہی ہے التجا تجھ سے خداوند جہاں میری
محمد مصطفےٰ کی نعت ہو وردِ زباں میری

میرے مولا آقا رسول اللہؐ من آنم کہ من دانم
تمہاری نعت میں کھولوں زباں طاقت کہاں میری

وہ بُلبل ہوں گلستانِ نبوت کے گُلِ تر کا
کہ مرغوبِ الٰہی ہیں ترنم ریزیاں میری

تمہیں ہو دین و دنیا میں مرے حامی مرے یاور
تمہارے ہاتھ ہے عزت یہاں میری وہاں میری

ازل سے مبتلائے صدمۂ دردِ محبت ہوں
اسی باعث سے ہے رنگت بشکلِ زعفراں میری

عبث کیوں نامۂ اعمال کرتے ہو سیہ میرا
مرے غفار پر ساری حقیقت ہے عیاں میری

لگا دو ایک ہی ٹھوکر جو میرے بخت خفتہ کو
ابھی جاگ اُٹھے قسمت اے شہنشاہِ زماں میری

یہ وہ بے مثل شے ہے جس کا خود اللہ طالب ہے

تُلیں گی موتیوں کے ساتھ یہ نظمیں ہاں میری
یہ ہے سب فیض تحریر ثنائے دُرِّ دنداں کا
زبانِ کلک جو ہے ان دنوں گوہر فشاں میری
وہ سائل ہوں نہیں خالی پھرونگا آپکے در سے
دُرِ مقصود سے بھر دینگے حضرتؐ جھولیاں میری
اک بیت ہی لکھوں میں بیت شہؐ کی مدحت میں
زمینِ نظم بنجائے گی رشکِ آسماں میری
اغثنی یا رسول اللہؐ اغثنی یا رسول اللہؐ
مدد کیجے مدد کیجے کہ ہے مشکل میں جاں میری
کرائی طے جو مرشد[لہ] نے فنا فی اللہ کی منزل
رسائی فضلِ حق سے ہو گئی تا لامکاں میری
ادا کیونکر ہو مجھ سے نعت محبوبِ خدا خاقاںؔ
زبانِ خالقِ اکبر نہیں ہرگز زباں میری

[لہ] حضور اقدس سراج الاولیا سیدنا و مولانا حضرت دیوان صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ ۔

روز ازل سے مجکو ہے الفت رسولؐ کی   کرتا ہوں شوق دل سے اطاعت رسولؐ کی
خوشنودی رسولؐ عبادت خدا کی ہے   خوشنودی خدا ہے اطاعت رسولؐ کی
ایماں نہیں ہے اُسکو نہیں جسکے قلب میں   اُلفت خدا کی اور محبت رسولؐ کی
جنت میں کھینچ لیگی محبوں کو روز حشر   الفت خدا کی اور محبت رسولؐ کی
بیشک کریم اور رحیم و سخی ہیں آپ   مرغوب رب پاک ہے عادت رسولؐ کی
جاری ہے اُنکے فیض کا دریا ہر ایک سمت   سمجھو تو کسقدر ہے سخاوت رسولؐ کی
شور اذاں بلند رہے روز حشر تک   بجتی رہے مدام یہ نوبت رسولؐ کی
کیجے نہ کام شرک کی بدعت کی کفر کے   اُمت کو اپنی ہے یہ ہدایت رسولؐ کی
بے شبہ اُن سے خوش ہے خداوند دو جہاں   کرتے ہیں جو مدام اطاعت رسولؐ کی
کیجے مدام ورد درود شریف، کا،   رویا میں ہوگی آپ کو رویت رسولؐ کی

خاقان کی یہ تجھ سے دعا ہے پئے نبیؐ
یارب نصیب کر اُسے خدمت رسولؐ کی

* * *

دُرِ دریائے عرفانی شہِ افضل[51] بیابانیؒ
چراغِ نور یزدانی شہِ افضل بیابانیؒ
محمد مصطفیٰؐ حضرت محی الدین جیلانیؓ
محی الدین جیلانیؓ، شہِ افضل بیابانیؒ
حبیبِ کبریا ہو تم محبِ مصطفیٰؐ ہو تم
شہِ افضل بیابانیؒ، شہِ افضل بیابانیؒ
ہمارے رہنما ہو تم، ہمارے پیشوا ہو تم
شہِ اقلیم عرفانی، شہِ افضل بیابانیؒ
شرافت میں کرامت میں ولایت میں حقیقت میں
ہیں بیشک آپ لاثانی شہِ افضل بیابانیؒ

---

[51] حضور اقدس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قمر آسمان طریقت شمس فلک معرفت سراج الاولیا حضرت دادا پیر قبلہ سیدنا و مولانا سید شاہ افضل بیابانی رفاعی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا روضہ شریف قاضی پیٹھ ضلع ورنگل (دکن) میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

بلا کر مجکو روضے پر دکھا دو جلوۂ روشن
برائے شاہ جیلانیؓ شہ افضل بیابانیؒ

تمنا ہے کہ خاقانِ حزیں کو جلد ہو حاصل
تمہارے در کی دربانی، شہ افضل بیابانیؓ

غزل فی الشان حضرت پیر و مرشد قبلہ حضور اقدس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب سیدنا و مولینا سیّد شاہ غلام افضل صاحب بیابانی قادری رفاعی مدظلہ العالی نبیرۂ قمر آسمان طریقت شمس فلک معرفت حضور پُر نور سراج الاولیا حضرت دادا پیر قبلہ سیدنا و مولانا سید شاہ افضل بیابانی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سجادہ نشین قاضی پیٹھ شریف ضلع ورنگل (دکن)

وہ ہے اللہ اکبر شان و شوکت میرے مرشد کی
ملائک آکے کرتے ہیں زیارت میرے مرشد کی

معظم عرش اعظم سے ہے عظمت میرے مرشد کی
جہاں دیکھو وہاں ہوتی ہے عزت میرے مرشد کی
ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاجتمند آتے ہیں
ہے جاری خوب دنیا میں کرامت میرے مرشد کی
حبیب کبریا ہیں وہ محب مصطفیٰؐ ہیں وہ
محبت شاہ دیںؐ کی ہے محبت میرے مرشد کی
خداوند دو عالم کی ہے اُن کو معرفت حاصل
ہے مقبول خدا ہر ایک خصلت میرے مرشد کی
بنا وہ طالب مولا، بنا وہ طالب عقبیٰ،
ہوئی جس شخص کو حاصل ہدایت میرے مرشد کی
ابھی وہ دولت عرفاں سے ہو جائے غنی بیشک
ہو جس کے حال پر چشم عنایت میرے مرشد کی
ہوئیں ظاہر کرامات آپ سے صدہا مسلمانو
ہے مشہور زمانہ خرق عادت میرے مرشد کی
خدا کا اور رسول اللہؐ کا بیشک وہ پیارا ہے

ہے جس کے قلب میں ہر دم محبت میرے مرشد کی
خدا کی ہو گی نازل آپ پر اے مومنو رحمت
کرو ہر روز و شب ہر دم زیارت میرے مرشد کی
نظر آتی ہے اُن کو خالق کونین کی قدرت
بشوق دل جو کرتے ہیں زیارت میرے مرشد کی
عطا کر یا الہ العالمین خاقان کو جلدی
غلامی پنجتنؓ کی اور خدمت میرے مرشد کی

خمسہ

در نعت شریف حضور اقدس و انور افضل الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محبوب رب العالمین سیدنا ومولانا حضرت محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ واولیاء امتہ وبارک وسلم ۔ از تصنیف جناب صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقان بیابانی قادری چشتی اویسی خلیفۂ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سیدنا ومولانا سید شاہ فضل صاحب بیابانی قادری رفاعی سجادہ نشین قاضی پیٹھ شریف (دکن) مدظلہ العالی و فیض یافتۂ درگاہ شریف حضور اقدس قمر آسمان طریقت شمس، فلک معرفت سراج الاولیاء سیدنا ومولانا،

حضرت دیوان صاحب منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متصل عید گاہ منگرول پیر (برار) بر غزل حضرت رضواں مراد آبادی

ہے سروِ گلستاں قدِ دلجوئے محمدؐ ہے ماہِ درخشاں رخِ نیکوئے محمدؐ
واللہ شبِ قدر ہے گیسوئے محمدؐ اترائی نگاہیں جو بڑھیں سوئے محمدؐ
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روئے محمدؐ

صد شکر شہِ پاک کا جلوا نظر آیا گل گلشنِ فردوس بریں کا نظر آیا
قسمت کا درخشاں مری تارا نظر آیا اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا
دیکھا جو کبھی آئینہ روئے محمدؐ

منھ شرم سے اپنا نہ قمر بھول کے دکھلائے خورشیدِ جہانتاب مقابل نہ کبھی آئے
پژمردہ ہر اک پھول گلستاں کا نظر آئے بجلی کی طرح برقِ تجلّی بھی تڑپ جائے
بے پردہ اگر ہو رخِ نیکوئے محمدؐ

تاروں کی جھلک ہے نہ دمک لعل و گہر کی ہیرے کی صفائی نہ تجلّی ہے شرر کی
بجلی کی چمک ہے نہ یہ ضو مہرِ سحر کی خورشید کا جلوہ نہ تجلّی ہے قمر کی

پھیلی ہوئی ہے روشنی روئے محمدؐ

خدمت جو میسر ہو مجھے شاہِؐ ہدا کی — رحمت کی نظر مجھ پہ رہے رب علا کی
کیا اصل علی الشان ہی شاہِؐ دوسرا کی — جاگے تو ملے دولت دیدار خدا کی
جو خواب میں دیکھے رُخِ نیکوئے محمدؐ

جب دیکھتے ہیں قامتِ رعنائے پیمبرؐ — غیرت سے گڑے جاتے ہیں شمشاد و صنوبر
رتبے میں ہی اسواسطے خورشید سے بڑھکر — ہر ماہ میں گھٹ بڑھ کے فلک پر مہِ انور
ابروئے محمدؐ ہے کبھی روئے محمدؐ

کیا وصف لکھوں میں شہِ لولاک لماؐ کا — پڑتا نہ زمیں پر تھا کبھی آپ کا سایا
یکتائی کا زیبا تھا پیمبرؐ ہی کو دعویٰ — اُستادِ ازل نے غزلِ حُسن میں لکھا
کیا مطلع برجستہ ابروئے محمدؐ

بیتاب ہی دل ہجر میں یا شاہِؐ ہمارا — حاصل ہو کہیں روئے منور کا نظارا
جب بن نہیں آتا ہی شہِؐ دیں کوئی چارا — کہتا ہوں قرین مہِ نو دیکھ کے تارا
یہ چشمِ محمدؐ ہے وہ ابروئے محمدؐ

ہادی نہ مجھے راہ ہدایت کی بتائے — وعظ اور نصیحت مجھے واعظ نہ سنائے
دیوانۂ ابروئے نبیؐ ہوں نہ ستائے — زاہد ہی سر اپنا طرف قبلہ جھکائے

عاشق ہوں مرا کعبہ ہے ابروئے محمدؐ

کثرت پہ گناہوں کی کبھی جان نہ کھوتا   دامن نہ کبھی اشک مصیبت سے بھگوتا
نومیدی کے عالم میں شب و روز نہ روتا   کہتی ہے گنہگاروں سے مایوس نہ ہونا
صدقے ترے اے چشم سخنگوئے محمدؐ

آجائیں اگر مجھکو نظر آپ کے کاکل   کھٹکا نہ رہے دلمیں مرے حشر کا بالکل
چلاتی پھرے عشق میں پھر گل کے نہ بلبل   مٹ جائے ہمیشہ کو پریشانیٔ سنبل
پڑ جائے اگر سایۂ گیسوئے محمدؐ

برسے جو کبھی ابر شہ دیںؐ کے کرم کا   سرسبز ہو واللہ ابھی گلشن دنیا
نقارے بجیں شادی و بہجت کے ہر اک جا   رہجائے قیامت میں سیہ کاروں کا پردا
کھلجائے اگر دامن گیسوئے محمدؐ

گر سونگھلے بھولے سے کہیں نکہت گیسو   الفت نہ گلوں سے رہے بلبل کو سر مو
ہدہد نہ کہے اپنی زباں سے کبھی ہو ہو   قمری نہ پھرے باغ میں کہتی ہوئی کوکو
گر دیکھ لے سرو قدِ دلجوئے محمدؐ

الفت ہے مجھے حد سے سوا شاہ زمنؐ سے   ہوں چاہتا انکو بھی میں اب جان سے تن سے
کہتا ہوں شب و روز یہی اہل سخن سے   بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چمن سے

پھولوں میں نہ بس جاتی اگر بوئے محمدؐ

ہے مجھکو ازل سے شہِ لولاک کی اُلفت   کیونکر نہ کریں حوریں بھلا میری زیارت
بس دلکی تمنا ہے کہ تا روزِ قیامت   پژمردہ ہوں یارب نہ گُلِ داغِ محبت
ان پھولوں سے آتی ہے مجھے بوئے محمدؐ

ہوں قلزمِ توصیفِ محمدؐ کا شناور   حیران ہیں سُن کر مرے اشعار سخنور
کہتا ہے جہاں مجھکو ثنا خوانِ پیمبرؐ   وہ بلبلِ خوش لہجہ ہوں نغمے مرے سُنکر
جھوما کئے برسوں شجرِ کوئے محمدؐ

گھر نقشِ ولا کا ہے مرے دل کا نگینہ   گلزار ہے داغِ غمِ محبوبؐ سے سینہ
ہو کیوں نہ رواں سوئے عرب میرا سفینہ   زورِ کشش سلسلۂ میرِ مدینہ
کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوئے محمدؐ

ہیں واقعی واللہ وہ کونین کے والی   بخشا اُنہیں خالق نے ہے کیا رُتبۂ عالی
اعجاز سے بات آپکی کوئی نہیں خالی   ڈوبی ہوئی کیا زورقِ خورشید نکالی
اللہ رے تردستیٔ بازوئے محمدؐ

ہے نام مبارک شہِ دیںؐ کا مجھے پیارا   فرقت کا نہیں آپ کی ہے درد گوارا
کہتا ہے یہ **خاقان** حزینِ ہجر کا مارا   رضواں جو دمِ مرگ ذرا بھی ہو اشارا
اترائی ہوئی جان چلے سوئے محمدؐ

کلامِ مظہرؔ

از

جناب سیّد مظہر علی صاحب مراتوی

ہیڈ ماسٹر انگلو اردو سکول پوسد

ضلع یوت محل (برار)

حقیقت مظہر

(از جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل اجارہ دار آکیمنی)

مؤلف گلدستۂ ہذا

توصیف ہی مظہر کی اظہر جو بزم ادب کا بانی ہے
"سفینۂ مظہر" کا کھویا (۱)
جب ہو حضرت مظہر جیسا
کیا ڈر اس کو موج بلا کا
کیوں نہ لگے پھر پار یہ نیّا
توصیف ہی مظہر کی اظہر جو بزم ادب کا بانی ہے

مظہر سب کا رہبر ہے (۲)
بحرِ سخن کا گوہر ہے
ملکِ سخن کا قیصر ہے
قابل و لائق برتر ہے
توصیف ہے مظہر کی اظہر جو بزم ادب کا بانی ہے

(۳) کس میں ایسی ہمت تھی،
کس میں ایسی طاقت تھی
مظہر ہی کی جرأت تھی
اُسی کی پہلے سبقت تھی
توصیف ہے مظہر کی اظہر جو بزم ادب کا بانی ہے

(۴) شاعری جسنے سب کو سکھا دی
نئی لگن اک سب کو لگا دی
سخن کی دُنیا دل میں بسا دی
سیدھی سب کو راہ بتا دی
توصیف ہی مظہر کی اظہر جو بزم ادب کا بانی ہے

(۵) کیا کہنے ہیں تیرے مظہر
خلق و مروت کا ہے پیکر
کامل کہتا ہے یہ اکثر
بزم ادب کا ہے تو رہبر
توصیف ہی مظہر کی اظہر جو بزم ادب کا بانی ہے

جناب سید مظہر علی صاحب مظہر

بظاہر ذرّے ذرّے نے سنایا ہے بیاں تیرا
مگر گیا راز ہی کا راز ہے رازِ نہاں تیرا

اسی کی خاک سے تو ہیں منور یہ مری آنکھیں
بتا پھر چھوڑ جاؤں کس طرح میں آستاں تیرا

بقدرِ حوصلہ ہم نے بھی پائی ہے درخشانی
"جہاں میں نور ہے چاروں طرف جلوہ فشاں تیرا"
مصرعہ طرح

جلا کر خاک کر دے بن گیا انبارِ حسرت کا
بہت ممنون ہو جاؤں گا اے برقِ تپاں تیرا

مکاں کوئی دکھا دے لامکانی کے تصدق میں
سہارا ڈھونڈتا مظہر ہے زیرِ آسماں تیرا

ہمارا مدعا کیا سعیٔ لاحاصل سے نکلیگا، حقیقت کا پتہ کیا ہستیٔ باطل سے نکلیگا،
بہت غوطہ زنی کی تہ نہیں پائی کبھی ہم نے یہ مقصد اب یقیناً خشکیٔ ساحل سے نکلیگا
پڑا ہی ایک مدت سے سفینہ آرزو کا خوشا وہ دم کہ جسدم وہ لبِ ساحل سے نکلیگا
فنا ہو جائیگا راہِ محبت میں ترا عاشق وہ گردِ کارواں ہو کر ہی اب منزل سے نکلیگا
زمین و آسماں کے شور کو خاموش کر دیگا وہ اک خاموش نغمہ جو لبِ بسمل سے نکلیگا

وہ نازک ہے غضب کا میں بلا کا سخت جانی ہوں
مرا ارماں نہ کچھ بھی پنجۂ قاتل سے نکلیگا

خیالِ میکدہ ساقی و دورِ بادۂ مستی
"کسی کے دل سے نکلا ہی نہ میرے دل سے نکلیگا"

نکلنا نہ نکلنا اپنے ارماں کا برابر ہے
یوں آئیگا وہ دل ہی دلمیں گو یاد دل سے نکلیگا

مزارِ دل سے جی اُٹھیں گی سب وہ تمنائیں
وہ رشکِ صور نالہ جب حجابِ دل سے نکلیگا

پہونچنا اُس کا بزمِ ناز میں ہے شرط اے مظہر
بنی آدم نہ دوبارہ کبھی محفل سے نکلے گا

ہستی کو اپنی وقفِ ستم کر چکا جناب
جو کچھ تھا اختیار میں وہ کر دیا جناب

اس نے تو اور جلوہ پریشاں کیا جناب
یہ کیا حجاب پیشِ نظر آگیا جناب

آنکھیں ابھی کھلی نہ تھیں نقشہ بدل گیا
یہ زندگی تھی یا کوئی اک خواب تھا جناب

تم کیا بتاؤ گے مجھے، معلوم کیا نہیں
خود ہی سے پوچھتا ہوں میں اپنا پتا جناب

یوں تو ہماری کوئی خطا بھی خطا نہیں
اقرار ہی خطا کا یہی ہے خطا جناب

بیفائدہ ہے جھونکنا آنکھوں میں خاک اب
پلٹو ہزار بار ادا ہے ادا جناب

شرم و حیا پہ شوخی تقاضائے سن سے ہے
اللہ رکھے آپ ہیں ناکتخدا جناب

چرچے جو ہو رہے ہیں تمہارے شباب کے
یہ سارے گل کھلائی ہے بادِ صبا جناب

ناز و ادا سے آئیں جو میدانِ حشر میں
محشر میں ایک اور ہو محشر بپا جناب

ارماں تڑپ تڑپ کے سب آزاد ہو گئے واللہ خوب زخم ہے یہ دلکشا جناب
کشتی ڈبوئے جائیکا شکوہ ذرا نہیں آخر وہ ناخدا ہی نہیں ہے خدا جناب
میری پہنچ نہیں ہے" یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ کُل عالمِ خیال پہ تو چھا گیا جناب
ہے وہ حیاتِ جاوداں مظہر مرے لئے
کہتے ہیں اس کو آپ جو میری قضا جناب

اشکِ تر ہوں گے روانہ شغلِ میخواری کے بعد
سرد بازاری رہے گی گرم بازاری کے بعد
پھول وہ برسا رہے ہیں کیا گہرباری کے بعد
دشمنی پہ کیوں اتر آئے ہیں غمخواری کے بعد
گریہ ہوگا مدعا حاصل تو یہ بھی کم نہیں
کچھ سکوں ہو جائیگا اس گریہ و زاری کے بعد
تاب و طاقت چھن گئی اس پر ہے حکم انتظار
دار پر کھینچے گئے کیا خوب ناداری کے بعد
اب تو دل کا نام لینے سے لرز جاتی ہے جان
حوصلے کیا ہو گئے ہیں پست لاچاری کے بعد

خواب ہستی گو بظاہر مدتوں دیکھا کیے
سارے نقشے اڑ گئے فی الفور بیداری کے بعد
خانۂ دل کی مرمت کرتا رہتا ہے عبث
مشغلہ ہاتھ آ گیا مظہر کو بیکاری کے بعد

مطلع نرگسی آنکھوں میں کیفِ صد گلستاں دیکھ کر
شاد ہو جاتا ہے دل وحشت کو ساماں دیکھ کر
رو رہا ہوں میں تو ظالم تجھ کو خنداں دیکھ کر
ہنس رہا ہے دور سے تو مجھ کو گریاں دیکھ کر
میں نہ کہتا تھا وہ دیکھو آتے آتے رہ گئے
اور بھی وہ چھپ رہے ہیں مجھ کو جویاں دیکھ کر
اپنی بے چینی نہیں پابند حرماں ہی فقط
ہم تڑپ جاتے ہیں یوں بھی روئے تاباں دیکھ کر
بیقراری اور تڑپ اپنی ہے تیرے روبرو
شرم آتی ہے انہیں پابند حرماں دیکھ کر
کیا غضب ہے حسن کے چہرے پہ حیرت چھا گئی

میری صورت دیکھتے ہیں میرے ارماں دیکھ کر
میں سمجھتا تھا خطائیں کچھ مری بڑھ جائیں گی
رحمتیں ہنستی ہیں لیکن فردِ عصیاں دیکھ کر
تجھ سے بڑھ کر ہے عنایت کی نظر زاہد ادھر
رحمتیں نازل ہوئی ہیں فردِ عصیاں دیکھ کر
دل کا آ جانا بھی گویا اک تماشہ ہو گیا
آہیں نکلی پڑتی ہیں ارماں کو رقصاں دیکھ کر
تو نظر آتا نہیں ہے تو نظر آتا ہوں میں
میں نظر آتا نہیں ہوں تجھ کو عریاں دیکھ کر
ایک ہی جلوے میں مظہر مجھ کو حیراں کر دیا
اور وہ اترا رہے ہیں چشمِ حیراں دیکھ کر
اُٹھاؤں گا فلک سر پہ ضعیف و ناتواں ہو کر
ہلا ڈالوں گا منزل کو درائے کارواں ہو کر
تڑپتا چھوڑ دو لطفِ ستم کچھ تو اُٹھانے دو
ذرا تو ہاتھ روکو پھر ستانا آسماں ہو کر

چلا جاتا ہوں اب دم توڑ کے سکتہ کے عالم میں
روانہ کر رہا ہوں میں روانی کو رواں ہو کر

در پیر مغاں ہے اور بس سجدے پہ سجدے ہیں
کبھی مسجود ہو جاؤں گا جذب آستاں ہو کر

بیاں کرتی ہے افسانہ مری صورت پس مُردن
مری جادو بیانی دیکھ تو لو بے زباں ہو کر

اُنہیں ہاتھ آ گیا ہے مشغلہ دیوانہ کہنے کا
میں اپنے ہوش کھو بیٹھا جو اُن کا رازداں ہو کر

جہانتک جس طرح سے ہو، رہو گمنام ہی مظہر
نشاں محبوب کا پاتے ہیں بے نام و نشاں ہو کر

وہ کہتے ہیں نگاہِ شوق میں حیرانیاں کبتک
میں کہتا ہوں کہ ہر ہر گام جلوہ پاشیاں کبتک

تعجب سے وہ کہتے ہیں کہ تیرا آشیاں کبتک
میں حیراں ہوں کہ آخر یہ بہارِ گلستاں کبتک

دلوں پر حکمراں ہو کر نگاہوں سے نہاں کبتک

محبت کرنے والوں سے تغافل کیشیاں کبتک

کمالِ بندگی کا جوش ہے اُن کو خدا سمجھے
غضب ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ سجدہ ریزیاں کبتک

ستارے سرنگوں ہیں آسماں کے سر میں چکر ہے
رہے پائے نگہ یوں بر زمینِ آسماں کبتک

بنا لے آستانِ ناز ہر نقشِ قدم اُن کا
دلِ دیوانہ سجدوں کے لئے پابندیاں کبتک

کبھی نکلی نہ کوئی آج تک لیکن ہیں لاکھوں
جہانِ آرزو میں یہ جہاں آبادیاں کبتک

کبھی حیرانیاں جلوے کبھی جلووں میں حیرانی
بتا اے نارسائی یہ غلط سامانیاں کبتک

کوئی ہوتی ہے آخر نامرادی کی بھی حد مظہر
سمجھتے جائیں نالے بے اثر اور رائیگاں کبتک

لطف ستم اُٹھاتے ہیں اپنی خطا سے ہم ۔ راز حیات سمجھے ہیں تیری جفا سے ہم
گستاخیوں پہ اب تو پشیمان بھی نہیں مجبور ہو گئے ہیں کیا اپنی خطا سے ہم

ہم اپنے دل کو پوچھتے ہیں کیا حال ہے؟   احوالِ دل جو پوچھتے ہیں دلربا سے ہم
دن ہے بغیر شب نہ بقا ہے فنا بغیر   کرتے جدا نہیں ہیں بقا کو فنا سے ہم
وہ تم کہ کھیلتے رہے ہر دم فنا سے تم   وہ ہم کہ مستی بھرتے رہے ہیں بقا سے ہم
جی آپ سے، اور آپ ہی سے ہے یہ التجا   باتیں کیا تو کرتے نہیں ہیں ہوا سے ہم
مطلب کی بات اپنے سمجھ جائیں گے ولا   کچھ جانتے ضرور ہیں اُنکی دعا سے ہم
جب پاس تھے تجھے سکون تھا تڑپے جدا ہوئے   زندہ ہوئے ہیں زہر سے مردہ دوا سے ہم
گو ہیں ہزار خستہ کسی کی تو جان ہیں   کیا اسقدر بھی ہیں گئے گذرے بہا سے ہم
دنیا کسی کا ساتھ نہ دیگی نہ دی کبھی   دنیا خراب کرتے ہیں کس لیے وفا سے ہم

دیوانگی کیف ہے مظہر فقط ہمیں
رکھتے ہیں عشق اُس کے نہیں ماسوا سے ہم

وہ بیخودی نہیں دل میں خیال یار نہیں
وہ کیفیت نہیں آنکھوں میں وہ خمار نہیں

وہ آنکھ کور ہے جو محوِ انتظار نہیں
وہی ہے طالب صادق جسے قرار نہیں

جنونِ بادیہ پیمائی سر چڑھے کیسے

وہ کوہسار نہیں ہے وہ لالہ زار نہیں

برآئی آبلہ پائی کی آرزو تو کیا
یہاں تو وادیٔ وحشت میں ایک خار نہیں

کمال عشق نہیں جو لگے نہ مُہرِ وفا
نہیں جگر ہی نہیں جو کہ داغدار نہیں

جلا نہ دے جو سراپا نہیں وہ برقِ جمال
[illegible] "جو آگ بن کے نہ دل میں لگے بہار نہیں"

ہمارا مرنا بھی کس بے کسی کا مرنا ہے
ہزار بار مرے ایک بھی مزار نہیں

چمن میں آنا نہ آنا ہمارا ایک ہوا
دنوں میں آئے ہیں ایسے کہ برگ و بار نہیں

مرے جنوں کی ترقی کا راز تو یہ ہے
ہر اک سوال پہ وہ اُن کی بار بار نہیں،

سنائیں جا کے کسے ماجرائے دردِ جگر
یہ دل تھا اپنا تو اب وہ بھی رازدار نہیں

زباں پہ حرفِ شکایت بجا نہیں ہرگز
تمہیں تو خاک بھی مظہر تلاشِ یار نہیں

پیتا چلا ہوں قلزمِ اشکِ رواں کو میں   چاہوں تو آنسوؤں میں ڈبو دوں جہاں کو میں
قرباں کر رہا ہوں سب ارمانِ جاں کو میں   نادار کر رہا ہوں دلِ نیم جاں کو میں
پہنچا ہوں جا کے منزلِ ادراک سے پرے   پستی میں دیکھتا ہوں جو کون مکاں کو میں
چلتی زباں کا روکنا اکدم سہل نہ تھا   ڈھایا غرض دہانۂ آتش فشاں کو میں
آنکھیں شریر آپکی یاں دل مرا غریب   اب اور کیا بیان کروں داستاں کو میں
آنکھیں تمہاری دل مرا دونوں ہیں جلوہ گاہ   لیکن بہار دیکھتے ہو تم، خزاں کو میں
مظہر ہر ایک ذرّہ کرے ضو فشانیاں
بیٹھا ہوا ہوں لے کے اسی ایک آن کو میں

ہم اُن کو اپنا کہتے ہیں تو وہ بیگانہ کہتے ہیں
اسی انداز کو ہم شانِ معشوقانہ کہتے ہیں
جو اُن کی آنکھ کو جادو سمجھتے ہیں سمجھنے دو
مگر رندوں کی محفل میں اُسے پیمانہ کہتے ہیں
ہم اپنے دردِ دل کا ماجرا اُن کو سناتے ہیں

سمجھتے ہیں وہ گویا ہم کوئی افسانہ کہتے ہیں

لڑھکتے آ گئے اک جام میں ساقی کے قدموں پر
اسے میخانے والے لغزشِ مستانہ کہتے ہیں

چمن کے رہنے والے غلبۂ جلوہ پرستی ہیں
بنے جو چار تنکوں سے اُسے کاشانہ کہتے ہیں

کوئی دو چار دن جو شاخِ گل پر آ کے رہتے ہیں
بہارِ گلستاں کو جلوۂ جانانہ کہتے ہیں

اُٹھو مظہر کہ اب دشتِ جنوں ہے اور دامن ہے
چلو اچھا ہوا کہ وہ ہمیں دیوانہ کہتے ہیں

* * *

تو بھی اور تیری جدائی بھی ہے میرے دل میں
وسعتِ بے حد و پایاں ہے کیا مشتِ گل میں

روتا آتا ہوں بڑی دور سے دل کو دل میں
تھی کہاں، اب نہیں جو دل کی تمنا دل میں

لوگ مجھ سے ہیں مخاطب ہیں کسی اور سے ہوں
ایسا محفل میں ہوں گویا کہ نہیں محفل میں

جس طرف دیکھئے بس دیکھئے اللہ اللہ

میرے ویرانے کی رونق ہی کہاں محفل میں
اور کچھ جوش میں آ بڑھ کے قدم رکھ مظہر
رہنے دے جذب ہے دیتا جو اسی منزل میں

یہ دلِ رمز آشنا ماحول سے غافل نہیں
حاملِ بارِ امانت کیا یہ مشتِ گِل نہیں
نقش مٹتا ہے مگر ہستی تو ہے ہستی سدا
ہے عرض باطل مگر جوہر تو کچھ باطل نہیں
میں نظر آؤں گا پس کر بھی نرالے رنگ میں
مٹ نہیں سکتا مٹانے سے مرے حاصل نہیں
اس نے دیکھے ہیں عجب جلوے پرے ادراک سے
اس نگاہ شوخ میں منزل بھی اب منزل نہیں
میں پہنچا ہوں جہاں سنتا ہوں دل دل کی صدا
ایک منزل بھی تو ظالم بے نشانِ دل نہیں
ایک دو ہوتے تو کہتا یاں تو اُن کی حد نہیں

بحرِ ارماں کا مرے بس جان لو ساحل نہیں
اب تو مسلک ہے ہمارا مطلقاً ترکِ سوال
دیکھتے ہیں سیر ہوتا ہے کبھی سائل نہیں
سر کھپائیں سہل ہے غفلت کریں دشوار ہے
ہے حصولِ مدعا مشکل بھی اور مشکل نہیں
ہے الگ محفل سے گو تو ہر کسی محفل میں ہے
یہ تری محفل تو کچھ بھی شان کی محفل نہیں
منزلیں نزدیک ہیں ہاں! چشمِ بینا چاہیئے
ایک پردہ ہے زمیں کا اور کچھ فاصل نہیں
آسماں کا قصد ہے اور جاتا ہے زیرِ زمیں
"اپنی منزل ہی سے واقف رہروِ منزل نہیں"
مصرعہ طرح
حُسن آتش کو فروزاں کر کے بس لپٹا لیا
میں خود ہی قاتل ہوں اپنا دوسرا قاتل نہیں
آتے ہی محفل میں وہ دودِ آہ بن کر اُڑ گیا
بجلیوں کی بزم میں کچھ بھی بساطِ دل نہیں

ایک دل اپنا سمجھتا تھا مگر کیا پھر گیا
حق تو یہ ہے سب ترے ہیں کوئی میرا دل نہیں

بے نیازی اُس سے حاصل کی ہے مظہر فطرتاً
غم نہیں ماضی کا مجھ کو فکر مستقبل نہیں

منظر یہ تابناک فریب نظر نہ ہو (مطلع) مشکل ہے رہگزر جو اگر پُر خطر نہ ہو
میں دل کا ذکر کیسے کروں اُن کے سامنے پہلو میں اب نشان بھی دل کا مگر نہ ہو
نیچی نگہ کئے ہوئے محفل میں زیر لب (طرح مصرعہ) "وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں الٰہی سحر نہ ہو"
اب اور بے کسی کسے کہتے ہیں اے خضر مر جائیں ہم ہمیں کو ہماری خبر نہ ہو

کیا خراب حال محبت میں ہو گیا
مظہر سی زندگی بھی کسی کی بسر نہ ہو

چھان مارا ہے کونے کونے کو دل کے ٹکڑے ملے ہیں کھونے کو
کوچۂ یار کا ارادہ ہے کچھ تو آخر ہو پاس کھونے کو
بارِ انکار اور بارِ ، الم ، اک ہمیں رہ گئے ہیں ڈھونے کو
ہم نہ ہوتے نہ آفتیں سہتے ، آگ لگ جائے ایسے ہونے کو
ڈال کر آج باہیں گردن میں "دل بہت چاہتا ہے رونے کو" طرح مصرعہ

کیا ہی دشواریوں سے پالے ہیں   حیف کہتے ہو داغ دھونے کو
جان خطرے میں ڈال دو مظہرؔ
سر کرو ساحرہ کے ٹونے کو

اپنی آنکھوں میں لئے پھرتے ہو میخانے کو
کیا غضب کرتے ہو ترساتے ہو پیمانے کو

ہوش کی بات کرو پینے دو پینے دو مجھے
کچھ ابھی اور بہک جانے دو مستانے کو

چار چھینٹوں کا طلبگار ہے کشتِ امید
کون کہتا ہے مے ناب کے برسانے کو

کعبۂ دل میں وہ کافر جو کبھی آتا ہے
پاس داری کے لئے جاتے ہیں بتخانے کو

دل کے بہلانے کو اچھّے ہیں یہ دونوں مظہر
یوں تو کعبے کو سمجھتے ہیں نہ بُت خانے کو

ذرّہ ذرّہ پہ مسلّط ہے ترا حسنِ تمام
اب میں کیا لاؤں ستمگر ترے نذرانے کو

لطف حاصل ہے بھٹکنے سے ہی مطلب ہم کو
دیر کیا لگتی ہے منزل پہ پہنچ جانے کو

پھر سے جلوے کی تمنا ہے تری برقِ جمال
چار تنکوں سے بنا لیتے ہیں کاشانے کو

دلِ پژمردہ پہ طاری ہوا اک کیفِ سرور
آج مظہر نے بیاں یوں کیا افسانے کو

خیالِ روئے جاناں جبکہ بیتابانہ آتا ہے
چراغِ حسن پر میرے مگر پروانہ آتا ہے

فلک کے ہاتھ جب خورشید سا پیمانہ آتا ہو
تکلم بے خودی میں سرخوش و رندانہ آتا ہے

ہوا ہے خون ارمانوں کا گویا خانۂ دل میں
"لبوں تک خون میں ڈوبا ہوا افسانہ آتا ہے"
مصرعہ طرح

درونِ قصرِ سینہ ایک طوفاں ہے امنگوں کا
شکستِ حوصلہ سے تا لبِ برکانہ آتا ہے

اسے نالہ نہ سمجھو ہاں، دھواں منہ سی نکلتا ہو

تنفس شعلہ ہے لب تک جگر سوزانہ آتا ہے
حریم ناز کی چلمن سے مظہر چھو کے جائیں گے
بلا سے لوگ کہہ دیں گے کہ اک دیوانہ آتا ہے

حسنِ جوہر کی جھلک کیا دل کے کاشانے میں ہے
جلوۂ شانِ خدائی کیا صنم خانے میں ہے
ہر طرح کی یوں تو رکھی ہے دکھانے کے لئے
نام کی اپنے بھی ساقی تیرے میخانے میں ہے
بے نیاز ہوش کرتا جا مجھے تو ساقیا
کیفِ مے نوشی اگر ہے کچھ، بہک جانے میں ہے
محو کچھ ایسا ہے اپنے کام میں وہ ہوشیار
ہوشمندوں سے زیادہ ہوش دیوانے میں ہے
ذرّہ ذرّہ میری ہستی کا ہے آتش زیر پا
"درد کی لذت سراپا درد بنجانے میں ہے"
طرحی مصرعہ
حسنِ اندازِ ستم پہ جاں فدا ہم کر چکے
خاک کے تودے پہ اب کیا تیر برسانے میں ہے

جبکہ منظر محوِ آرائش ہو حسنِ گلستاں
لطف کچھ آنکھیں بچا کر ہی گزر جانے میں ہے

وہ میخانہ ازل کا اور وہ سرمستیاں میری
کہانی ہے کہانی ہے وہ حالت اب کہاں میری

عیاں جب سے ہوئی ہے حالتِ سوزِ نہاں میری
سراسر درسِ عبرت بن گئی ہے داستاں میری

یہاں تک رفتہ رفتہ بڑھ گئیں حیرانیاں میری
"خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری"
طرح مصرعہ

ترے تیرِ نظر سے دل تو زخمی ہو چکا لیکن
تمنا ہے کہ اب ہو جائے رگ رگ خونچکاں میری

یقیں آتا نہیں یا چھیڑنا مقصود ہے اُن کو
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کیوں ہمیشہ داستاں میری

دمِ آخر وہ میرے سامنے ہوتے اگر منظر
بہ آسانی نکل جاتی تنِ لاغر سے جاں میری

میری کشتِ زار پر ریزش ہو یوں انوار کی
کیا رسائی ہو گئی ہے آہِ آتش بار کی

اُس کی محفل میں رسائی اس نحیف و زار کی
"دو گُل کے پہلو میں رہے قسمت تو دیکھو خار کی"
رح مصرعہ

اب اُٹھالیں بس توقع حد بھی ہے انکار کی
کون سُنتا جائے گا اُن کی "نہیں" ہر بار کی

نقشِ حرماں تھا ولے کچھ سوجھتا تھا راستہ
نقشِ حیرت بن گیا جب پہلی منزل پار کی

کہہ چکے کہنا تھا جو کچھ داستانِ حُسن و عشق
ہو چکی تعمیل بھی اصرار پر اصرار کی

اِس کا کھینا یا ڈبونا اپنے بس کی بات ہے
ناخدا تابع ہے کچھ کشتی نہیں منجدھار کی

یہ بھی کوئی ضبط میں ہے ضبط مظہر غور کر
چشم گریاں گر نہیں ہے چشم ہے بیمار کی

رکھ نہ محروم ستمگر ہمیں نظاروں سے
پردہ ہونے کی بھی اک حد ہے طلبگاروں سے
کب عیاں ہوتی ہیں ہشیاریاں ہشیاروں سے
وہ جو پردے میں ہوا کرتی ہیں سرشاروں سے
بخت جاگے تو نہ معلوم کیا فتنہ جاگے
نارسائی میں چُہل کرتے ہیں سیاروں سے
کیا سمجھا ہے دلِ زار کو ناداں میرے
چاہوں ٹکرا دوں ابھی عرش کے میناروں سے
مئے عرفاں تجھے کیا خاک ملیگی زاہد
ایک قطرہ بھی تو بچتا نہیں میخواروں سے
چھوڑ دیں مے جو پلاتی ہیں نشیلی آنکھیں
ایسی لغزش کبھی ہوتی نہیں میخواروں سے
آتشیں رُخ سے جو ٹکرا کے اِدھر آئے ہیں
آگ لگتی ہی نگاہوں کے انہی تاروں سے
زیبِ داماں دلِ سوزاں کے یہ ٹکڑے کرلیں
بس یہی ہوگا بھڑک جائیں گے انگاروں سے
میری گستاخی پہ وہ شوخ کا شرما جانا
ہائے! محجوب ہو رحمت یوں خطاکاروں سے

منزلِ عشق میں جو حسنِ طلب ہو مظہر
جلوہ ہوتا ہے عیاں خود ہی طلبگاروں سے

آج اے طبعِ رواں کیونکر کہوں آغاز ہے
منتہائے عرش پر تخئیل کی پرواز ہے

خود مجسم راز ہو کر بن گیا ہے رازداں
ہے کرشمہ در کرشمہ راز میں اک راز ہے

ہے کوئی جو پیش کر دے ایک ہی ایسی مثال
روحِ حیواں اور تنِ خاکی میں جیسا ساز ہے

بے تکلف میں نہ ہونے دونگا اپنی آہ کو
لاکھ ہے میرا نفس پر کسی کا راز ہے

پاسِ رحمت کی قسم تھم جائیے سُن جائیے
سوز میں لطف و کرم سے آپکے اک ساز ہے

چھیڑ پر بھی ہے ہر اک تارِ رگِ جاں بے صدا
"آج کیوں میری طبیعت اسقدر ناساز ہے"
طرح مصرعہ

کس مپرسی غیر کے حصّے میں شاید ہو تو ہو
حسرتیں ہمدم ہیں میری غم مرا دمساز ہے

بارِ خاطر ہے و لے اس میں سبک دوشی تو ہے
کر بھی لے مظہر درِ توبہ ابھی تک باز ہے

تقریبِ قتل گاہ کا ساماں لئے ہوئے
گھر سے چلے ہیں شعلہ بداماں لئے ہوئے

مدہوش کر رہی ہے سحرکاری فضا

موجِ نفس ہے دفترِ عرفاں لئے ہوئے

دورانِ میکشی میں تو کچھ سوجھتا نہیں
اپنی "نہیں" بھی ہوتی ہے صد "ہاں" لئے ہوئے

بجھ کر رہے گی ساحلِ داماں کی تشنگی
آنکھیں اٹھی ہیں جوششِ باراں لئے ہوئے

جلوے سمٹ نہ آئیں کوئی بات ہی نہیں
آؤ تو اپنا حسنِ پریشاں لئے ہوئے

سمجھو تو ایک ذرّے میں سب کائنات ہے
"اک پھول ہے بہارِ گلستاں لئے ہوئے"
طرح مصرعہ

میں بھی ہوں برقِ ناز تری جلوہ گاہ میں
سیماب دل ہتھیلی پہ عریاں لئے ہوئے

غرقابِ فکر رہنے کی عادت سی ہو گئی
دل کو مآلِ کار کا جویاں لئے ہوئے

منظر زبانِ خام نے مجبور کر دیا
جذبات گو ہیں صورتِ طوفاں لئے ہوئے

کششِ کامل

آج ساقی نے بلایا ہمکو میخانے میں ہے
دیر کب، دیرینہ اک ارمان برآنے میں ہے
آ گئی کھینچ لائی ہے کشش انوار کی
شمعِ سوزاں کی تڑپ ہر ایک پروانے میں ہے
منتظم ہیں جو اجارہ کے بصد شان و شکوہ
آج اک محفل کی محفل اُن کے کاشانے میں ہے
بے تکلف اُن کو آغوشِ نظر میں لے لیا
باہمی اخلاص کا اظہار یارانے میں ہے
آئے تھے ارمان لے کر جائیں گے ارمان لئے
یوں مزہ آنے میں تھا نہ یوں مزہ جانے میں ہے
خوب یارانِ طریقت لیکے جائیں گے سرور
لطف مینوشی "پُہڑا پارٹی"[1] کھانے میں ہے

---

[1] اشارہ بطرف موسمی پارٹی جس کا انتظام کامل صاحب نے اپنے کھیت میں کیا تھا (برادری اصطلاح)

خوب نظریں مل گئیں اے مہرباں، لطف مزید
عکس گیرِ دل میں اب تصویر کھنچوانے میں ہے
مان بھی لیجے کہ اب وہ آپ کا مہمان ہے
دیکھئے مظہرؔ بڑا سرگرم منوانے میں ہے
بھٹکتے پھر رہے ہیں آہ بے تاثیر کے ٹکڑے
اُڑے جاتے ہیں خود ہی دامنِ تقدیر کے ٹکڑے
کہیں تو جان لیتے ہیں کہیں مردے جلاتے ہیں
قیامت کرتے ہیں جادو بھرے تقریر کے ٹکڑے
دمِ شمشیر میں کیوں دم اُلجھ کر رہ گیا میرا
کہیں زخمِ جگر میں تو نہیں شمشیر کے ٹکڑے
نگہ نے دل لیا، چتون نے ہوش اور ناز نے جاں کو
لئے ہیں بانٹ گویا اس طرح جاگیر کے ٹکڑے
پریشاں کرنے والے خواب میں خوابِ پریشاں کو
یہی ہیں کرنے والے قصرِ نو تعمیر کے ٹکڑے
نہ پھوڑے سر کو اپنے پھر غریب و ناتواں کیسے

جو کر دیں ایک ہی ٹھوکر میں جوئے شیر کے ٹکڑے

بھڑک کر جل گیا نامہ یکایک دستِ قاصد میں
لپٹ کر رہ گئے تھے چشمِ شعلہ گیر کے ٹکڑے

لکھے ہیں کون ہو؟ کیا ہو؟ کہاں کے رہنے والے ہو
جوابِ خط یہ ہے یا کاتبِ تحریر کے ٹکڑے

نگاہِ شوق کی ساری فسوں کاری ہے یہ مظہر
اُڑائے ہیں اسی نے پردۂ تصویر کے ٹکڑے

سہرا

ہو یہ نوشاہ مبارک سرِ محفل سہرا ، گوندھ لائے ہیں بصد شوق و بصد دل سہرا
لبِ گل مصحفِ رخسار سے کیسے نہ ملیں ہے یہ معصوم گلستان کا حاصل سہرا
پھول ہنستے ہیں کھلی جاتی ہیں نو رس کلیاں سب کو حاصل ہے خوشی سب میں ہے شامل سہرا
رشکِ خورشید کہوں یا مہِ کامل یارب میرے نوشاہ کے چہرے کا ہے قائل سہرا
فلکِ حسن کا ہے مہرِ درخشاں چہرہ رخِ زیبا سے مگر ہو گیا حاصل سہرا
محوِ سرگوشی ہے آغوش میں اپنی لے کر باتوں باتوں میں کہا تنگ گیا ہِل سہرا

دمبدم روئے منور پہ جو دم کرتا ہے نظرِ بد سے بچاتا ہے یہ عامل سہرا
شادی ماں باپ کو بیٹی کی مبارک ہووے "لختِ دل باندھ رہا ہے سرِ محفل سہرا"
طرحِ منظر
آپ روشن ہوا محفل کو بھی رونق بخشی پرتوِ رخ کا ضیا گیر ہے کامل سہرا
موجِ تسنیم نے لہرا جو دیا لڑیوں کو یک بیک ہو گیا تفسیرِ مزمّل سہرا
مرے منظور کی شادی ہی خدا کو منظور ہے عزیزوں کی تمناؤں کا حاصل سہرا
دیکھ لینا کہ یہیں سیکڑوں مجنوں ہونگے رخِ لیلیٰ کے لئے بن گیا محمل سہرا
میرے بھائی تجھے یہ ہدیہ مبارک ہووے جوشِ الفت میں بنا ہے مرا خود دل سہرا

گل عجب شان سے یہ نظم کئے ہیں منظر
ہو مبارک تجھے پہنچا سرِ منزل سہرا

---

۵۱ مرزا منظور حسین صاحب شور جن کی شادی کے موقع پر یہ سہرا لکھا گیا تھا۔

منظر

مثلث

نظر میں جذب ہو کر خود نظر سے دور ہو جانا   مری ہی پاس ہو کر یوں مرا مہجور ہو جانا؛
کبھی وہم و گماں میں بھی نہ تھا مجبور ہو جانا

ہوا ہے شوق پیدا اُنکو میرے آزمانیکا   بہانہ قسمتوں سے ہاتھ آیا مرنے جینے کا
وہیں اے دل عیاں ہوتے ہی جلوہ، طور ہو جانا

زمین و آسماں بھی ہر طرح ہیں تاک میں ملکر   پہنچتا ہوں ابھی میں آسماں تک خاک میں ملکر
یہ رشک طور بربادی پہ دل مسرور ہو جانا

سحر اب تا قیامت یا الٰہی تو نہ ہونے دے   اگر جلتے ہیں پروانے تو اُنکو جلکے مرنے دے
نہ دیکھا جائیگا یوں شمع کا بے نور ہو جانا

فلک تھرا گیا مظہر زمیں کو زلزلہ آیا   قیامت آگئی جذبات میں ہیجان کیا آیا
مرے خاموش نغموں کا صدائے صور ہو جانا

* * *

مخمس

خجل کیوں ہو گیا ہی حسن کا یہ آفتاب الٹا نہ بھولے سے بھی عشق و عاشقی کا ہمنے باب الٹا
سکون ہونے کی بدلے ہوتا ہی اضطراب الٹا ادھر رخ ہمنے پھیرا تو ادھر رخ سے نقاب الٹا
ہماری زندگی کا جام اور اُن کا شباب الٹا

اٹھایا بھی نہ تھا تھوڑا سا نازِ بندگی میرا شکستہ کر دیا اک دم طلسمِ زندگی میرا
اچانک اس طرح ٹوٹا جو تارِ بندگی میرا پریشاں ہو گیا ملتے ہی سازِ زندگی میرا
یہ چھیڑا کس نے اُلٹے راگ میں تارِ رباب الٹا

نہ پوچھو کیوں بہاروں پہ ہماری بادہ مستی ہی وہ دیکھو! اُنکی آنکھوں سے وہ کیسی مے برستی ہی
ہماری آنکھ میں دنیا نرالی آکے بستی ہی اگر ہم جان بھی دیدیں تو یہ جانو کہ سستی ہی
عجب انداز سے اُس شوخ نے جامِ شراب الٹا

یہ آب و تاب ہے آتش بیانی اور گلِ تر میں تجلی طور کی پنہاں ہی گویا چشمِ مضطر میں
فروزاں ہیں سبھی ارمان میرے دل کے دفتر میں دوا میں ہے بجھانا انکا جادو میں نہ منتر میں
جواب صاف ہی مظہر بظاہر ہے حساب الٹا

کلامِ کامِل

از

جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب اجارہ دار
آمکینی اجارہ۔ تعلقہ منگرول پیر ضلع آکولہ
(برار) و رئیس اعظم تعلقہ پوسد
ضلع یوت محل (برار)

مؤلف

گلدستہ ہذا

جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل

تھا مسلم گذشتہ دور عظمت ہے کہاں تیرا
کہ تھا عقل و تدبر سے نگیں سارا جہاں تیرا
ہمیشہ منتظر رہتی قدم کو چومنے نصرت
مٹایا انقلابِ دہر نے نام و نشاں تیرا
کبھی وہ عزت و توقیر تھی تیری زمانے میں
ادب سے نام لیتے تھے شہنشاہِ زماں تیرا
یونہیں سوتا رہیگا تا کجا؟ اُٹھ خواب نوشیں سے
وگرنہ یاد رکھ مٹ جائیگا نام و نشاں تیرا
زمانہ گو مخالف ہے نہ ڈر سیلِ حوادث سے
کہ مقصودِ خدا ہے خوب لینا امتحاں تیرا
ہمیشہ طالبِ حق رہ نہ دب ہرگز تو باطل سے
تجھے کیا ڈر ہے ای مسلم خدا ہی پاسباں تیرا
عدو گر درپئے آزار ہیں پرواہ کیا کامل
خدا تیرا، نبی تیرا، یہ ارض و آسماں تیرا

کیوں کریں شکوہ کسی سے گردشِ تقدیر کا
ہمکو شکوہ ہے اگر تو اپنی ہی تدبیر کا ،
رحم کر ہاں رحم کر کیوں درپئے آزار ہے
کیا صلہ تجھ کو ملیگا اے فلک تشہیر کا
ہمنے مانا آج رسوا ہیں مگر کچھ یاد ہے
اک زمانہ معترف تھا جوہرِ شمشیر کا
بعد مدت آج پوچھا "حال کیا ہے" شکوہ ہے
کچھ اثر اُن پر ہوا ہے نالۂ شبگیر کا
منکرِ الفت تھے لیکن آج قائل ہو گئے
کیا اثر ہے اشک ہائے چشم کی تقطیر کا!
کمسنی ہے لفظِ عشق و ہجر سے واقف نہیں
کس طرح آئے سمجھ میں مدعا تحریر کا
روئداد ہجر سن کر مجھ سے فرمانے لگے
"یہ تو کہئے ماحصل کیا آپ کی تقریر کا؟"

ایک مدت سے تمھاری یاد میں بے تاب ہے
حالِ دل کیا پوچھتے ہو کاملؔ دلگیر کا

موسمِ گل نہ رہا لالہ و ریحاں نہ رہا
آگئی بادِ خزاں اب وہ گلستاں نہ رہا
ساقیا لطف ہمیں آئیگا مے کا کیونکر
وہ گھٹائیں نہ رہیں موسمِ باراں نہ رہا
اب کہاں حسن کے چرچے وہ جہاں میں باقی
وہ زلیخا نہ رہی یوسفِ کنعاں نہ رہا
دورِ حاضر میں کہاں عشق کی پہلی سی تڑپ
اب وہ موسیٰ نہ رہا جلوۂ یزداں نہ رہا
حالِ دل کسکو سنائیں گے ہم اپنا جا کر
وہ مسیحا نہ رہا درد کا درماں نہ رہا
تیری رسوائی کے اسباب یہی ہیں مسلم
تجھ میں غیرت نہ رہی تجھ میں وہ ایماں نہ رہا

کیا صلہ تجھ کو تکبر کا ملے گا کامل،
نخوت و کبر سے جب خلد میں شیطاں نہ رہا
کیوں ہونے لگے دل میں یہ رنج و محن پیدا
کیوں ہونے لگی میرے سینے میں جلن پیدا
کیوں ٹیس سی اُٹھتی ہے رہ رہ کے مرے دلمیں
کیوں ہے یہ خلش آخر کیوں ہے یہ چبھن پیدا
وہ تخمِ محبت بو جس سے کہ ہر اک دلمیں
اخلاص و مؤدت کے ہو جائیں چمن پیدا
مائل ہے ستم پر کیوں کچھ لطف اُٹھانے دے
پھر ہونگے نہ دنیا میں اے چرخِ کہن پیدا
سودا ہے نہ آتش ہے غالب ہے نہ اکبر ہے
ہوں ہند میں پھر ایسے اربابِ سخن پیدا
دعوائے غزل گوئی کرتا ہے اگر کامل
شاگرد کسی کا ہو، کر مشقِ سخن پیدا
بیٹھے بٹھائے عشق کا آزار ہو گیا جب سے کہ اک حسین کا دیدار ہو گیا

بدنام ایسے ہو گئے ہم اُسکے عشق میں
چرچہ ہمارا کوچہ و بازار ہو گیا
آجائیں گے وہ خود ہی یہاں میں فلک اگر
سرگرم نالہ ہائے شرربار ہو گیا
پہلو میں وہ رقیب کے بیٹھے ہوئے ہیں آج
فرقت میں جن کی دیدہ یہ خونبار ہو گیا
کیا پوچھتے ہو نالہ و زاری کا تم سبب
ناراض مجھ سے وہ بتِ عیار ہو گیا
کیا کیا اُٹھائیں آفتیں بس مجھ سے کچھ نہ پوچھ
جب سے سُنی یہ داستاں غمخوار ہو گیا
اُس مہ جبیں کے حُسن و نزاکت کو دیکھئے
ملنے سے زلف نیلگوں رخسار ہو گیا
شانِ کریمی دیکھئے خالق کے فیض سے
آتش کدہ بھی خلد کا گلزار ہو گیا
نیرنگیاں فلک کی عجیب و غریب ہیں
کوئی گدا بنا کوئی سردار ہو گیا
دیکھا ہی جب سے شیخ نے ایک طفلِ برہمن
تسبیح چھوڑ عاملِ زنّار ہو گیا

مسرور آج حضرتِ کاملؔ ہیں اسلئے
اک مہ جبیں سے وصل کا اقرار ہو گیا

ہے کیا سبب کہ آپ ہیں مجھ سے خفا جناب
مصرعہ طرح سرزد ہوئی ہے کون سی مجھ سے خطا جناب
اللہ رے تجاہلِ وعدے کی انتہا
تجدید عہد و پیماں پہ فرمانا "کیا جناب؟"

آتے ہیں در پہ اس لئے دیکھا کریں تمھیں
اس کے سوا نہیں ہے کوئی مدعا جناب

مجنوں کہا کسی نے تو وحشی کہا کوئی،
ہم نے تمہارے واسطے سب کچھ سُنا جناب

بیشک قصور میں نے کیا دل دیا تمھیں
فرمانا ہے یہ آپ کا بالکل بجا جناب

کیا اور کوئی جور و ستم کے لئے نہیں
کیا ہم ہیں صرف موردِ ظلم و سزا جناب

آتا نہیں ہے رحم تمھیں حالِ زار پر
حد ہو گئی ہے کیجئے وعدہ وفا جناب

"ایفائے قول کا ہی عہد آج" جب کہا
اک بے خودی میں کہنے لگے "کیا کہا جناب"

خاموش کیوں ہمیں نظر آتا ہے آج کل
کیا جانئے کہ ہو گیا کامل کو کیا جناب

منظور نہیں وصل تو یہ کیجئے گا آپ   کر دیجئے پھر تن سے مرے سر کو جدا آپ

کس واسطے ناراض نظر آتے ہو مجھ سے کیا ہو گئی تقصیر مری کیوں ہیں خفا آپ
مانا کہ مسیحائے زمانہ ہو تو ہمیں کیا کر سکتے ہیں کیا درد جگر کی بھی دوا آپ
بچپن میں تو پھرتے تھے مرے سامنے اکثر کیوں کرتے ہیں بتلائیے اب اتنی حیا آپ
دکھلائیے بس ایک جھلک حسن کی اپنے اتنا تو کرم کیجیے گا بہر خدا آپ
پرواہ نہیں جان بھی گر جائے ستم سے خاموش ہیں جو چاہیں کریں جور و جفا آپ
"بیمار تپ ہجر ہوں" میں نے جو کہا یہ فرمانے لگے مجھ سے وہ "یہ واقعی کیا آپ؟"
وہ آج سماتے ہی نہیں جامے میں کھنچ لے مصرعہ ٹوٹے نہ کہیں ڈر ہے مجھے بند قبا آپ

گر عرض کرے توجہ خداوند جہاں سے
کامل ہے یقیں ہو گا در آرزو وا آپ

اُس شوخ سے کس طرح کہیں دل کی کوئی بات
کر دیتا ہے ہر ایک پہ اظہار کہی بات

کس درجہ تنفر ہے اُنھیں بات سے میری
منھ پھیرتے ہیں میں نے اگر کی بھی کوئی بات

کیا کہتے ہو عشاق کو مرنا نہیں آتا ،
اچھا تمھیں دکھلاؤں رہی تم سے یہی بات

باور نہیں کرتے ہو مرے قول کو کیا تم
دل چیر کے پوچھو گے تو کہہ دوں گا یہی بات

"کہتا ہوں ستانا ہے بری بات" جب اُن سے
"وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ" ہاں ہے تو بری بات"

پینے کے لئے آیا تھا میخانے میں زاہد
کیا خوب ہمیں آج یہ ساقی نے کہی بات

گر وصل سے انکار ہے یوں ہی سہی لیکن
کیوں کرتے ہو تہذیب کے درجے سے گری بات

کی عرض بصد عجز و ادب "رات کہا کیا"
کہنے لگے شوخی سے "سمجھ جاؤ وہی بات"

کہتے ہیں کہ وہ حسن سے مغلوب کریں گے
کچھ اُڑتی ہوئی آج یہ ہم نے بھی سُنی بات

کل شب میں اُنھیں داستاں سب اپنی سُنا دی
جب اُن سے کہی باتوں ہی باتوں میں ٹھٹّھے ہی بات

پوچھا کہ "خبر موت کی کیوں اپنی اُڑا دی"

فرمانے لگے ہنس کے وہ "کہدی تھی یونہی بات"
ہے حضرتِ کاملؔ کی بہت اچھی یہ عادت
کہدیتے ہیں ہر ایک سے واللہ کھری بات
بادِ صبا نہ چھیڑ کہ مجھ کو جنوں ہے آج
میں خود ہی جانتا نہیں حالت یہ کیوں ہے آج
کیا پوچھتے ہو میری طبیعت کا حال تم
کچھ اور بھی زیادہ طبیعت زبوں ہے آج
ہے جسم و جاں کی فکر نہ دُنیا کی کچھ خبر
کیا سحر ہے تمہارا یہ کیا فسوں ہے آج
رہ رہ کے ہچکیاں مجھے آتی ہیں آج کیوں
اللہ جانتا ہے کہ کیسا شگوں ہے آج
سرزد قصور مجھ سے تو کوئی نہیں ہوا
ناراض مجھ سے وہ بتِ عیار کیوں ہے آج
حزن و ملال و رنج سے ہوں مضمحل بہت
للہ چھیڑیئے نہ مجھے غم فزوں ہے آج

وحشت سی ہو رہی ہے دلِ بے قرار کو
مائل ستم پہ کیا فلکِ نیلگوں ہے، آج

شاید اُنھیں نہ یاد ہو پھر قول وصل کا
اے کاش اُن سے اتنا ہی میں کہہ سکوں "ہے آج"

دعویٰ ہو سرفرازی کا کیا اُن کے سامنے
احساں کے بار سے ہی مرا سر نگوں ہے آج

آتا نہیں یقین اُنہیں میری بات کا
میں کیا بتاؤں حالِ طبیعت کہ یوں ہے آج

ہاتھوں کو آج مہندی لگائے ہوئے ہیں وہ
شاید کسی کے حسرت و ارماں کا خوں ہے آج

جی بھر کے خوب لوں گا خبر میکدے کی پھر
ہاتھوں میں میرے جامِ مے لالہ گوں ہے آج

کامل قضائے عشق کا جھگڑا مٹا دیا،
مُدت کے بعد شکر ہے مجھ کو سکوں ہے آج

پھر پریشانی بڑھی زلفِ پریشاں دیکھ کر

دل کی بیتابی بڑھی پھر روئے تاباں دیکھ کر
کس لئے ہیں وہ پشیماں قتل کرنے پر مرے
رنج ہوتا ہے ہمیں اُن کو پشیماں دیکھ کر
کیا کہوں میں جھکو اُسکا مجھ کو مرا دل اندنوں
کس لئے مائل ہوا چاہِ زنخداں دیکھ کر
ہو گیا ہوں ناتوان و خستہ و زار و نحیف
کیجئے ظلم و ستم مجھ پر مگر ہاں دیکھ کر
مورد الزام اک میں ہی نہیں ہوں آپکا
کمسنی میں سب ہوئے جاتے ہیں قرباں دیکھ کر
شادمانی و مسرت فرحت و کیف و سرور
ہو گئے مدت سے رخصت غم کو مہماں دیکھ کر
یہ شفق تعبیر ہے جذبات مسلم کی عیاں
سرخ رو ہے آسماں خونِ شہیداں دیکھ کر
دل میں اک دنیا ایسی ہے خواہش و جذبات کی
گھٹ رہی ہے عمر لیکن میرے ارماں دیکھ کر

ابتدائے شاعری ہے آجکل کامل تری
دنگ ہو جائینگے اک دن تیرا دیواں دیکھ کر

زندگی ہے جلوہ ہائے دلربا کو دیکھ کر،
جی رہی ہیں غمزہ ہائے جانفزا کو دیکھ کر
کیوں نہ وارفتہ ہوں اُن کی قامت و انداز پر
کیوں نہ دل آئے نگاہِ سُرمہ سا کو دیکھ کر
ہو گئی ہے ایک نفرت اُن حسینوں سے ہمیں،
بیوفائی دیکھ کر مکر و ریا کو دیکھ کر
کوئی شوخی پہ فدا ہے کوئی صورت پر فدا
ہم فدا ہیں سادگی شرم و حیا کو دیکھ کر
حضرتِ کامل بھی آخرکار شیدا ہو گئے
اک حسیں کے غمزہ و ناز و ادا کو دیکھ کر

رہے گا عشق تیرا ایک دن آخر عیاں ہو کر،
چھپیگا راز یہ دل میں ترے کبتک نہاں ہو کر
ہوئی معدوم کیوں قوت ہوئی ہے سلب کیوں طاقت
قلم کیوں رک گیا ہے حرف مطلب پر رواں ہو کر
گرائیں سینکڑوں ہی بجلیاں اِس خرمنِ دل پہ،
رہا خندہ تمہارا زیرِ لب جبتک نہاں ہو کر
خطا کیا ہو گئی سرزد خفا کیوں ہو گئے مجھ سے

تمہیں انکار کیوں اب ہو گیا اقرارِ "ہاں" ہو کر

صلہ کیا خوب ہم کو یہ ملا صحرا نوردی کا
ہوئے ہیں ٹکڑے ٹکڑے پیرہن کی دھجیاں ہو کر

کہاں جم ہے کہاں دارا کہاں ہیں قیصر و کسریٰ
پڑے ہیں خاک کے نیچے شہنشاہِ زماں ہو کر

نہ ہو مغرور اپنی ہستی فانی پہ تو ہرگز
ہزاروں مٹ گئے ہیں اس جہاں سے بے نشاں ہو کر

مسیحائی کا دعویٰ گو ترا سچ ہی سہی لیکن
کیا اچھا نہ دردِ دل مسیحائے زماں ہو کر

مری سچی محبت کا یقیں آیا تو کب آیا
ٹپکنے لگ گئے آنکھوں سے آنسو جب رواں ہو کر

نہیں دیکھی تھیں یہ باتیں کبھی ہم نے لڑکپن میں
نئی یہ طرز شرمانے کی سیکھی ہے جواں ہو کر

نہ یہ رونق رہیگی پھر کبھی آزاد[1] منزل کی

---

[1] آزاد منزل طبی کالج دہلی کے متصل ایک مکان تھا۔ جہاں مشاعرے ہوا کرتے تھے۔

چلے جائینگے جب ہم سب یہاں سے امتحاں ہو کر
خدا کی یاد میں گر محو ہو جاتا ولی ہوتا
صلہ کیا مل گیا **کامل** تجھے محو بتاں ہو کر

چشم بد دور غضب کا ہے نکھار عارض — یہ شباب اُس پہ ہیں یہ لیل و نہار عارض
تابشِ حسن سے ہیں جبکہ خجل شمس و قمر — کیوں نہ وارفتہ ہوں ہم اور نثار عارض
بادہ حسن سے مخمور ہیں آنکھیں اُنکی — خود ہی غماز جوانی ہے خمار عارض
آتش ہجر سے پہلے ہی جلے جاتے ہیں — دل کہیں سوختہ کردے نہ شرار عارض
محو کس طرح سے ہو جائیں نہاں ہیں اتبک
چشم **کامل** میں ترے نقش و نگار عارض

شاید کسی نے آپ سے یہ کہہ دیا غلط — ممکن ہے آپ ہی نے کہیں سُن لیا غلط
واللہ اب بھی آپکا میں جاں نثار رہوں — میں اور آپ ہی سے کہونگا بھلا غلط
جز آرزوئے گفتگو حسرت نہیں کوئی — سمجھیں کہیں نہ آپ مرا مُدعا غلط
مقصد تھا مارناب مجھے تڑپا کے ہجر میں — دعویٰ ترا خدا کی قسم ہو گیا غلط
مُدت کے بعد آج نظر آئے شکر ہے — دیکھا ہی جب سے تم کو مرا غم ہوا غلط
ہمکو نہیں ہے واسطہ کچھ عشق سے ولے — چرچا کسی نے کر دیا ہے جابجا غلط

جانتے تھے گھر رقیب کے پر آ گئے یہاں اُن کو بتا دیا ہے کسی نے پتا غلط
الزام رکھنا مجھ پہ ہے بیکار آپ کا کیا کہہ رہے ہیں آپ یہ ہے میری خطا غلط
ہم نے سُنا کہ حضرت کامل گذر گئے
ہے آرزو کہ نکلے خبر یہ خدا غلط

عرض کرتا ہوں مانیے واعظ ورنہ پھر آپ جانیے واعظ
کیسی لذت ہے مے میں پوشیدہ پی کے تھوڑی سی دیکھیے واعظ
گو ملے گی شراب جنت میں کون اُمید پر جیے واعظ
وعظ کا یہ اثر ہوا ہم پر رات بھر خوب مے پیے واعظ
کون چھوڑے گا بادہ و ساغر جائیے رہنے دیجیے واعظ
لطف آئے گا خوب محفل میں دست ساقی سے گر پیے واعظ
ہے یقیں بخش دے گا ہم کو خدا کام اچھے بھی کچھ کیے واعظ
ذکر کرکے عذاب دوزخ کا ہوش میرے اُڑا دیے واعظ
دیکھا میکدے میں آیا ہے، ساتھ اِک شوخ کو لیے واعظ
واقعی آپ نے بھی کی توبہ؟ کہیں ایسا نہ کیجیے واعظ
دل میں کامل کے رہ گئی حسرت ہو گئے تنگ قافیے واعظ

گراؤگے ہمارے دل پہ اے جان بجلیاں کب تک
جلاتے ہی رہوگے مرغِ جاں کا آشیاں کب تک
رہیں گے ہم تمہاری یاد میں محوِ فغاں کب تک
خیالاتِ پریشاں کی اُڑیں کی دھجیاں کب تک
ہمارے حال پہ لِلّٰہ کچھ تو رحم کیجیئے گا
رہیں گی گریۂ و زاری میں آنکھیں خونچکاں کب تک
یونہی ظلم و ستم ڈھاتے رہوگے تا کجا ہم پہ
ہمارے دل کا یوں ہوتا رہیگا امتحاں کب تک
مشرف کیجئے دیدار سے اپنے خدارا اب
رہیگی منتظر یہ چشم ہائے خوں فشاں کب تک
عبث انکار کرتے ہو عبث بیزار کرتے ہو
دُعا لے لو یہی دن ہیں رہوگے تم جواں کب تک
دلِ غمگین کو پھر سیراب کر بارانِ رحمت سے
ط مصرعہ الٰہی یہ رہیگا انقلابِ آسماں کب تک
تری اُمید بر آئیگی کیوں مایوس ہوتا ہے

بہار آئے گی آخر کار گلشن میں خزاں کب تک
نہیں منظور ہے گر وصل ہم کو قتل کر دیجے
مریضِ عشق یوں لیتا رہے گا ہچکیاں کب تک
ستانا مدعا ہے یا مجھے برباد کرنا ہے
یونہی کہتے رہو گے جانِ من تم مجھ کو ہاں کب تک
جب اپنی داستانِ ہجر کی کی ابتدا بولے
سنے گا کون فرماؤ تمہاری داستاں کب تک
مری آہوں میں اے صیاد اک آتش سی پنہاں ہے
مجھے محبوس رکھیں گی قفس کی تیلیاں کب تک
فقط اک گھونٹ ہی پی کر ہو لذت آشنا زاہد
رہے گا منتظر تا کے حیاتِ جاوداں کب تک
حقیقت ہم کو سب معلوم ہے جنت کی جب کامل
خیالِ ترکِ مے و اجتنابِ مہوشاں کب تک

نہیں حال میرا سنانے کے قابل یہ قصہ ہے آنسو بہانے کے قابل
تمہیں اور کوئی نہیں ظلم کرنے ہمیں ہیں فقط اک ستانے کے قابل

اگر عشق میں یونہی رسوائی ہو گی رہیں گے نہ منہ بھی چھپانے کے قابل
یہ مانا کیا قول پورا تمہارا بھلا یہ ہوا احساں جتانے کے قابل
مقولہ یہ کامل کا تم یاد رکھنا
یہ دُنیا نہیں دل لگانے کے قابل

بیٹھے ہیں لو لگائے ہوئے دل ربا سے ہم
دیکھیں ملیں گے کون سے دن مہ لقا سے ہم
یہ شوخیاں یہ غمزے کہیں اور کیجئے
کچھ جاننے لگے ہیں تمہاری دُعا سے ہم
ہے اجتناب ہم سے فقط غیر سے نہیں
واقف ہیں خوب آپکی شرم و حیا سے ہم
محصور ہم نہ ہوں گے کبھی دام حسن میں
آگاہ ہیں حسینوں کے مکر و ریا سے ہم
ناصح نہ کر نصیحتِ عشقِ بتاں ہمیں
عاشق فراج واقع ہوئے ابتدا سے ہم
مسرور اس قدر نہ وفا سے کبھی ہوئے

محظوظ جسقدر ہوئے اُن کی جفا سے ہم
کچھ اطمینان ہو گیا جو آپ نے کہا
"کرتے ہیں چشم پوشی تمہاری خطا سے ہم"
کامل اُنہیں غرض ہے محض ظلم و جور سے
برباد ہوں ذلیل ہوں اُن کی بلا سے ہم

یاد میں تیری رہا کرتے ہیں صبح و شام ہم
آہ و زاری کے سوا کرتے نہیں کچھ کام ہم
سینکڑوں کیں منتیں لیکن نہ کچھ حاصل ہوا
آخرش بس پی گئے صبر و سکوں کا جام ہم
ہم کو برباد و ذلیل و خوار و رسوا کر دیا
تجھ سے عاجز آ گئے اے چرخ نیلی فام ہم
حسن کا جلوہ ہے یا کہ سحر ہے جادو ہے یہ
دیکھتے ہی ٹھوکریں کھانے لگے ہر گام ہم
جب تری پچھلی محبت کا ہمیں آیا خیال
طرح مصرعہ "رات بھر رویا کئے لے لے کے تیرا نام ہم"

عشق میں ہم اُن کے کامل خوب رسوا ہو گئے
ہے خطا اپنی ہی یہ کیا اُن کو دیں الزام ہم
پھنس گیا ہے دل مرا اُس زلف کی زنجیر میں
دیکھئے اب کیا لکھا ہے غم مری تقدیر میں
کیوں نوازش کی نظر ہے کیوں ہے مجھ پہ یہ کرم
کیوں اضافہ ہو گیا ہے عزت و توقیر میں
مائل ظلم و ستم کیوں ہو گیا ہے اس قدر
کیا ملیگا اے فلک تجھ کو مری تشہیر میں
ہو گئے ناراض مجھ سے وہ سوالِ وصل پہ
موردِ ظلم و ستم ہوں اتنی ہی تقصیر میں
پا برہنہ سر کھلا دیکھا ہے اُن کو خواب میں
ط مصرعہ "دیکھئے کیا غم ملے اس خواب کی تعبیر میں"
بات کیا ہے کس لئے مجھ سے خفا وہ ہو گئے
کیوں نیا انداز پیدا ہو گیا تحریر میں
مت چلاؤ وار اب تیغ جفا کا مجھ پہ اور

کچھ سکت باقی نہیں ہے آپ کے نخچیر میں

جب شباب آئے انہیں تو یاد رکھنا خوب یہ
حضرتِ کاملؔ بھی تھے اک عاشقِ دلگیر میں

ایک وہ ہیں کہ ستم ہم پہ کئے جاتے ہیں — ایک ہم ہیں کہ سدا ظلم سہے جاتے ہیں
وہ وہاں غیر کے پہلو سے لگے بیٹھے ہیں — ہم یہاں پر تپِ فرقت سے جلے جاتے ہیں
کوئی اُمید نہ بر آئی ہماری اب تک — طرح مصرعہ "در پہ اُس شوخ کے ہر روز ولے جاتے ہیں"
ملا ہے یہ عوض عشق میں تیری ہم کو — دن بدن قعرِ مذلت میں گرے جاتے ہیں
سرو قد غنچہ دہن اُس پہ اداؤ غمزے — دیکھ کر سیکڑوں قربان ہوئے جاتے ہیں
آخری وقت ہے للہ دکھا دو صورت — دل میں ہم حسرتِ دیدار لئے جاتے ہیں
کام تم اپنا کئے جاؤ ہمیشہ **کاملؔ** — یونہی دنیا کے یہ قصے ہیں چلے جاتے ہیں

ہم نے ترے فراق میں کیا کیا سہا نہیں
وہ غم اُٹھائے جسکی کوئی انتہا نہیں

کیا ہم ہی صرف مستحقِ ظلم و جور ہیں
کیا اور کوئی لائقِ جور و جفا نہیں؟

دیکھا ہے جب سے تجھ کو طبیعت ہے بے قرار

آنکھوں کا یہ قصور ہے میری خطا نہیں
آتے ہیں بار بار ترے در پہ اس لئے
دیدار کی ہوس ہے کوئی مدعا نہیں
جس کو بھی دیکھئے گا وہ مطلب پرست ہے
کامل کوئی کسی کا یہاں آشنا نہیں،

تسکین ہوگئی ہے دلِ داغدار میں طرح مصرع "سینہ پہ ہاتھ رکھدیا کس نے یہ پیار میں"
ہمکو فراقِ یار میں آتا ہے جو مزہ آتا نہیں وہ لطف کبھی وصلِ یار میں
ایسا اثر ہوا ہے مرے دل پہ حسن کا بیٹھا ہوں بس تصورِ روئے نگار میں
جب سے خیال آگیا اُس مہ جبین کا ہونے لگی خلش سی دلِ بیقرار میں
ہمتو شرابِ عشق سے مدہوش ہوگئے رہتے ہیں صبح و شام اسی کے خمار میں
دامن نہ چھوڑ صبر و سکوں کا تو ہاتھ سے ہوگا نصیب وصل تجھے اس بہار[۱] میں
اُکتا گیا ہے دل مرا دُنیا کی بزم سے
کامل رہیں گے اب کسی کنج مزار میں

---

[۱] اشارہ بطرف شادی مؤلف۔

ظالم ہو ستمگر ہو جفا کار و بلا ، ہو طرح مصرعہ ”میں خوب سمجھتا ہوں کہ تم کون ہو کیا ہو“
ہر بات پہ چھڑکی ہے ہر اک بات پہ غمزہ اُس شوخ سے کس طرح کوئی عہدہ برآ ہو
اب لطف و عنایت کی نظر ہونے لگی ہے شاید مرے شیون کا اثر اُن پہ ہوا ہو
میں نے جو کہا ہجر میں مرتا ہوں تمہارے فرمانے لگے ناز سے آئی نہ قضا ہو
کیا اب بھی نظر مہر و محبت کی نہ ہوگی وہ کون سا باقی ہے ستم جو نہ سہا ہو
آئے ہو عیادت کیلئے وقتِ نزع آج کس مُنہ سے بھلا شکر تمہارا یہ ادا ہو
تجدید عہد کرتے ہیں وہ آج اے ساقی لا دے اسی پیمانے سے پیمانِ وفا ہو
ہو جائے شرف اُن سے ملاقات کا حاصل مقبول خدا کاش مری اتنی دُعا ہو
کیوں ہستئ فانی پہ تو مغرور ہے اتنا وہ کون سی شئے ہے جسے دُنیا میں بقا ہو

اعمال کا سب اپنے نتیجہ ہے یہ کامل
پھر کس لئے شکوہ ہو زمانہ کا گلہ ہو ،

”جی بہت چاہتا ہے“

ہے کوئی بات آج ہونے کو ”جی بہت چاہتا ہے رونے کو“ مصرعہ طرح
چشم ساقی کے سب کرشمے ہیں جی بہت چاہتا ہے پینے ، کو

بن کے پروانہ شمعِ حسن پہ پھر ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے جلنے کو
زندگی گو خدا کا عطیہ ہے ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے مرنے کو
سامنے اُن کے لطف کی باتیں ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے کرنے کو
جوش پر آج پھر طبیعت ہے ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے گانے کو
کیا کوئی غم لکھا ہے قسمت میں ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے ہنسنے کو
جانتے ہیں کہ موت آئے گی ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے جینے کو
کچھ نہ کچھ راز ہوگا دُنیا میں ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے رہنے کو"
جور میں لطف کو سُنا ہے نہاں ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے سہنے کو
ایک عرصہ ہوا کہ دیکھا تھا ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے ملنے کو
ہے خیال ہم کو اُن کی خنگی کا ۔۔۔ جی بہت چاہتا ہے کہنے کو

کاملؔ اُس دل ربا کا اک بوسہ ✓
جی بہت چاہتا ہے لینے، کو

کیا کوئی گُل بنا ہے کھلنے کو ۔۔۔ "جی بہت چاہتا ہے رونے کو" [illegible]
جائیں گے ہم رقیب کے ہمراہ ۔۔۔ کہہ رہے ہیں ہمیں جلانے کو ✓
او بتِ شوخ اب دُعا لے لے ۔۔۔ ہے جوانی تری یہ ڈھلنے کو ✓

جب کہ قسمت میں نامرادی ہو کیا کریں گے پھر ایسے جینے کو
ہو چکی انتظار کی مدت چشمۂ مہر ہے اُبلنے کو
ہائے کس ناز سے وہ کہتے ہیں آئے ہو پھر ہمیں ستانے کو
موجزن ہے شباب کا دریا کشتیٔ دل کے پھر ڈبونے کو
آج زاہد کو ہو گیا کیا ہے آیا ہے میکدے میں پینے کو
میرے گانے میں سوز پنہاں ہے یوں تو گاتے ہیں سب ہی گانے کو
آج ہنس ہنس کے مجھ سے باتیں کیں ہیں بلائیں تمام ٹلنے کو
یا الٰہی بچا نا ذلت ، سے آج ہے پردہ فاش ہونے کو
شیخ کیا ہے عجب تماشا ہے آدمی نام کا ہے کہنے ، کو
شکر ہے آج وہ پسِ مُردن آئے میّت مری اُٹھانے کو
دیکھئے صبح کس طرح نکلے شام تو ہو گئی ہے ہونے کو

کیوں نہ کامل کو ہو خوشی حاصل
وصل اُس شوخ سے ہے ہونے کو

ترے فراق میں اب انتظار کیسے ہو دلِ حزیں کو ہمارے قرار کیسے ہو
کیا نہ کوئی بھی وعدہ وفا کبھی تم نے تمہاری باتوں کا اب اعتبار کیسے ہو

ستم تو خود ہی کریں اُس پہ یہ تجاہل ہے   ہمیں سے پوچھتے ہیں اشکبار کیسے ہو
وہ آئے بہرِ عیادت رقیب کے ہمراہ   مریضِ عشق بھلا ہوشیار کیسے ہو
یہ فصلِ گل ہے یہ گل رو یہ میکدہ ساقی   تو ہی بتا کہ مجھے مے سے عار کیسے ہو
خوشا نصیب کہ اُس بت نے بعدِ مدت کے   کہا یہ آج ہمیں "بے قرار کیسے ہو"

ابھی تو مشقِ سخن کر رہے ہو تم کامل
اساتذہ میں تمہارا شمار کیسے ہو

ہم کو مجنوں کہا کرے کوئی   حالِ دل پر ہنسا کرے کوئی
خوگرِ رنج و غم ہیں مُدت سے   لاکھ ہم پر جفا کرے کوئی
گردشِ چرخ کے کرشمے ہیں   اپنی قسمت کو کیا کرے کوئی
کس کو فرصت بھلا رقیبوں سے   کیسے وعدے وفا کرے کوئی
دل محبت سے میرا بھر آئے   کاش ایسی دُعا کرے کوئی
وائے قسمت زباں نہیں کھلتی   حرفِ مطلب ادا کرے کوئی
اُن سے ملنے کا ہو شرف حاصل   آئے وہ دن خدا کرے کوئی
جور کی ایک حد مقرر ہے   ظلم کب تک سہا کرے کوئی
باعثِ شرمِ عشق کی ذلت   ہو کے رسوا جیا کرے کوئی

جتنے منہ ہیں اسی قدر باتیں   کس کے منہ کو سیا کرے کوئی

"تم نہ مانو برا کبھی کامل
گر برا بھی کہا کرے کوئی"

یاد مسیح الملک مرحوم

دہلی میں جو اجمل نے کلج کی بنا ڈالی
پھر طب کو کیا زندہ ویدک بھی سکھا ڈالی

جاں کچھ نہیں باقی تھی یونانی و ویدک میں
پھر ان میں نئے سر سے اک "روح شفا" ڈالی

گُل تھی جو زمانے سے شمع طب یونانی
پھر اس نے ترے دم سے دنیا میں ضیا ڈالی

کوئی بھی نہ واقف تھا طب سے تری کوشش نے
ہر شخص کی نظروں میں وقعت ہے جما ڈالی

پوشاک طب یوناں تھی آہ جو بوسیدہ
اس کے تن خستہ پر دھلی کی قبا ڈالی

طوفان وہ آیا ہے اس طب کے سمندر میں
کشتیِ "الوپیتھک" جس نے کہ بہا ڈالی

قائم جو کیا کالج اس ہند کے مرکز میں
بغداد و قرطبہ کی پھر شان دکھا ڈالی

طب کا نہیں ہے کالج دنیا میں کوئی جس نے
ہر خطۂ عالم میں اک دھوم مچا ڈالی

کامل کی دعا ہے یہ تا حشر رہے قائم
یہ کالجِ طب جس کی اجمل نے بنا ڈالی

سناؤں تیرا افسانہ یہ طاقت ہے کہاں میری
سنانا بھی اگر چاہوں نہیں کھلتی زباں میری

کبھی تو مرجعِ اخلاق تھا دنیا میں عزت تھی
تری تذلیل سے آنکھیں نہ ہوں کیوں خوں فشاں میری

تجاہل کیوں، تغافل کیوں، نہیں ہے مجھ سے تو واقف
مسلماں ہوں میں دنیا میں حقیقت ہے عیاں میری

عجب کیا ہے مرے ہاتھوں سے دم میرا نکل جائے

مرے حلقوم پہ پڑنے لگی ہیں انگلیاں میری
گذشتہ عظمت و شوکت تری پھر عود کر آئے
تجھے پھر کامرانی ہو دعا ہے جاوداں میری
ذلیل و خوار و رسوا دیکھ کر مسلم کو دنیا میں
نہ ہوں کیوں گریۂ قومی سے آنکھیں خونفشاں میری
مرے دل میں محبت ہے فقط اسلام کی کامل
طبیعت کس طرح ہو جائے پھر محو بتاں میری

امید اب رہی نہ کوئی وصل یار کی
“آئی بھی اور گذر بھی گئی رت بہار کی”
بے چینی بے قراری تھی اک اضطرار تھا
گذری گھڑی بہت ہی کٹھن انتظار کی
اک بیخودی میں آہ نکل ہی گئی مری
بس کی تھی مرے بات نہ یہ اختیار کی
للہ حال زار پہ کچھ رحم کیجئے
مدت گذر چکی ہے بہت انتظار کی
رہتا ہے محو تیرے تصور میں راتدن
حالت یہ ہو گئی ہے دل بے قرار کی
فرحت ہے اک سرور ہے عالم ہے کیف کا
اے کاش یہ دراز ہو شب انتظار کی
کیا پوچھتے ہو حضرت کامل کا تم پتہ
اب ہے قیام دھلی سکونت برار کی

دیکھئے کب مجھے دلبر کی زیارت ہوگی
دیکھئے حال پہ کب میرے عنایت ہوگی

آج نفرت ہے تمہیں پوچھو گے اُس دن جبکہ
ٹوٹ کر زیر زمیں دل کی عمارت ہوگی

کچھ نہیں ہے تمہیں پرواہ ہماری ابتک
کب تمہیں اپنے رقیبوں سے فراغت ہوگی

تیر مژگاں سے کیا پہلے تو زخمی دل کو
زلف کے دام میں اب اور حراست ہوگی

آئے ہیں گھر پہ مرے بیٹھتے ہی پھر مجھ سے
ہائے کس ناز سے کہتے ہیں "اجازت ہوگی"

اشکباری میں گذرتی ہے میری شام وسحر
وعدۂ وصل کی کب میرے سماعت ہوگی

ہاتھ گردن میں حمائل مرے کرکے یہ کہا
طرح مصرعہ "نام جانے کا جو لوگے تو قیامت ہوگی"

ہم کو بالکل ہی نہیں خوف ذرا محشر کا

حشر کے روز محمدؐ کی شفاعت ہوگی
عارضی عیش پہ مغرور نہ ہو تو اتنا
قبر میں حشمت و شوکت نہ امارت ہوگی
تُف ہے اُس جینے پہ دب جائیں جو ہم باطل سے
ہم کو برباد کرے، کس کی یہ طاقت ہوگی
ہم کو دُنیا سے مٹانا نہیں آساں جبتک
نفس میں غیرتِ قومی کی حرارت ہوگی
کہنے لگ جائینگے کاملؔ کو طبیبِ کامل
جب سند "کاملِ طب[1] اور جراحت" ہوگی

کیوں تمہیں انکار اپنی شکل دکھلانے میں ہے
وصل کی شب ہی ملو کیا خاک شرمانے میں ہے
کیا کسی ساقی کی چشمِ مست کا ہے یہ اثر
آج زاہد کس لئے موجود میخانے میں ہے

---

[1] طبیہ کالج دہلی کی سند

دے لگا کے برف میں ساقی شرابِ ارغواں
دیکھنا ہے کسقدر مے آج میخانے میں ہے

پی بھی لے زاہد بھلا موقع کہاں ایسا ملے
ماہ وش ساقی شرابِ ناب پیمانے میں ہے

گر حیاتِ جاودانی خضر نے پائی تو کیا
انبساطِ زندگی کا کیف مرجانے میں ہے

وعدۂ فردا نہ ایفا ہو سکا اب تک مگر
لطف کیا آخر تمہیں جھوٹی قسم کھانے میں ہے

جان دیتا ہے عبث کیوں شمع پر گردش کناں
کون سا جذبہ نہاں اس چھوٹے پروانے میں ہے

کیجئے اقرار یا انکار کیوں خاموش ہیں
زندگی یا موت بس اتنا ہی فرمانے میں ہے

داستانِ عشق سن کر ناز سے کہنے لگے
خوش بیانی بذلہ سنجی خوب افسانے میں ہے

ہے مناسب عُزلت و تنہائی یہ کامل تری
زندگی کا لطف کیا مشہور ہو جانے میں ہے؟

کب تک بھلا فراق کے صدمے کوئی سہا کرے
کب تک بتاؤ ہجر میں کوئی یونہی گھُلا کرے
کس طرح صبر ہو ہمیں کس طرح ہو سکوں ہمیں؟
کب تک ہجوم یاس میں رہکر کوئی جیا کرے
فرقت میں اشکبار ہیں ہجر میں بے قرار ہیں
ہم کو خوشی سے کیا غرض شاد کوئی ہوا کرے
محوِ خیالِ یار میں ہوش نہیں ہے کچھ ہمیں
مجنوں بنے ہوئے ہیں ہم ہم پہ کوئی ہنسا کرے
فرقت کے رنج و غم سہے پھر بھی زباں پہ ورد ہے
طرح مصرعہ "جس نے دیا ہے دردِ دل اُس کا خدا بھلا کرے
بس اک یہی ہے التجا سُن لے حبیب کبریا
ہم بھی ملیں خوشی سے پھر آئے وہ دن خدا کرے

تیرا رحیم نام ہے تیرا کریم نام ہے
رحم و کرم سے بخش دے کاملؔ اگر خطا کرے

ہستیٔ انسان کیا ہے دہر کا اک ساز ہے
دہر کیا شے ہی؟ یہ قدرت کا عجب اک راز ہے
یہ غرورِ نوجوانی تا کجا؟ آخر فنا!
اللہ اللہ حسن پہ کیوں اتنا اُن کو ناز ہے
لغزشیں ہر گام پہ ہر ہر قدم پر شوخیاں
کیا غرورِ حسن ہے کیا حسن کا انداز ہے؟
بے قراری کا سبب کیا اضطراری کی وجہ
طرح مصرعہ "آج کیوں میری طبیعت اسقدر ناساز ہے"
اعتمادِ غیر کیا؟ خود کا بھروسہ جب نہیں
میرا سایہ ہی مرے افعال کا غمّاز ہے
ہمصفیرو آؤ گلشن کی کریں گے سیر آج
بلبلیں سب ہم نوا ہیں باغباں ہمراز ہے
خوفِ محشر ہے عبث، ہو کیوں نہ شغلِ میکشی

آج زاہد بھی شریک ہمدم و ہمباز ہے
قوم کا خادم ہے کامل قوم کا مخلص ہے تو
تیری ہستی مایۂ صد افتخار و ناز ہے

ملے گا کیا فلک تجھ کو ہمیں ناحق ستانے سے
کہ برباد و ذلیل و خوار ہیں ہم اک زمانے سے

ہمارے امتحاں کی انتہا بھی چاہیئے آخر
خدارا باز آجا تو ہمیں اب آزمانے سے

ابھی کچھ اور باقی ہے کسر برباد کرنے میں
کہو مقصد تمہارا کیا ہمیں آنکھیں دکھانے سے

فروزاں اور بھی ہوگا عبث ہے پھونکنا تیرا
چراغِ دینِ مسلم بجھ نہیں سکتا بجھانے سے

ابھی تک فطرتِ اسلام سے واقف نہیں دنیا
مٹانا اس کا ناممکن نتیجہ کیا مٹانے سے؟

خدا کا خوف دل میں ہے نہ ہے ڈر روز محشر کا
کچھ ایسے ہوگئے بیخود ادا کافر کی بھانے سے

بتاؤں قوم مسلم کیوں گرفتار مصیبت ہے
تعیش سے، تغافل سے، تکبر دلمیں آنے سے
اگر ہمت ہے کچھ کامل عمل کر کے بھی دکھلاؤ
تمہاری کون سنتا ہے فقط باتیں بنانے سے

محفلیں مے کی نہ ہونگی نہ گلستاں ہوں گے
بعد مردن یہ کہاں عیش کے ساماں ہونگے

دیکھیے آئیگا کب "وعدۂ فردا" کا خیال
دیکھیے قول پہ کب اپنے پشیماں ہونگے

کمسنی میں ہی غضب ڈھانے لگے ہر اک پر
گر شباب آئے انہیں سیکڑوں قرباں ہونگے ✓

وعدۂ وصل نہ پورا کیا تم نے اب تک
تم سے کیا خاک وفا وعدہ و پیماں ہونگے

رخ پر نور سے گر اپنے الٹ دیں وہ نقاب
"نیم بسمل کئی ہوں گے کئی بیجاں ہونگے"
سینکڑوں خواہشیں لیجائیگا دل میں اپنے

کبھی پورے نہ ترے حسرت و ارماں ہونگے

مبتدی آج ہیں گو حضرتِ کامل لیکن
دیکھنا کل کہ یہی صاحبِ دیواں ہونگے

جوش پیدا کیا جذبات کے طوفانوں نے
مجھ کو مجبور کیا ہے مرے ارمانوں نے

آج کہتا ہوں تمہیں غور سے میری سُن لو
کام کیا کیا کئے دُنیا میں مُسلمانوں نے

حسنِ اخلاق سے گرویدۂ اسلام کیا
ہمہ آفاق کے اسلام کے پروانوں نے

ظلمتِ کفر کی چھائی تھی گھٹا عالم میں
نورِ اسلام کو پھیلایا مُسلمانوں نے

مذہبِ حق کی اشاعت کے لئے جانیں دیں
صفحہ دہر میں توحید کے مستانوں نے

واقفِ علم و ہنر کوئی نہ تھا دنیا میں
روشنی علم کی پھیلائی مُسلمانوں نے

ہم ہی تہذیب و تمدن کے تھے بانی ہم سے
علم حاصل کیا آفاق کے انسانوں نے

نشۂ بادۂ توحید سے بے خود ہو کر
طرح مصرعہ "آگ صحرا میں لگا دی ترے دیوانوں نے"

ہم مسلماں ہیں بہادر ہیں ہمیں کیا ڈر ہے
ہم کو کمزور سمجھ رکھا ہے نادانوں نے

لائق فخر و ستائش نہ تھا ہرگز کاملؔ
اس کی عزت کو بڑھایا ہے مہربانوں نے

گریباں چاک، دامن چاک، مجنونانہ آتا ہے
الٰہی خیر کرنا کون یہ دیوانا آتا ہے،

بہارِ نو کا ہے آغاز پھر ہونے لگی وحشت
مجسم بن کے دیوانہ ترا مستانہ آتا ہے

گھٹا چھائی ہے گردوں پر ترشح کا تسلسل ہے
نہ ہو مضطر کہ گردش میں ابھی پیمانہ آتا ہے

محبت اس قدر مجھ سے ہے مے کو حضرتِ زاہد

جدھر جاتا ہوں میں میری طرف میخانہ آتا ہے
رواں ہوتے ہیں آنسو آہ اک مُنہ سے نکلتی ہے
محبت کا تمہاری یاد جب افسانہ آتا ہے
خیال آتا ہے جب تیری گذشتہ عہدِ عظمت کا

طرح مصرعہ "لبوں تک خون میں ڈوبا ہوا افسانہ آتا ہے"

محض یہ عجز ہے تیرا محض یہ انکساری ہے
وگرنہ سچ بتا کامل تجھے کیا کیا نہ آتا ہے
نہ خوش ہو کر کبھی اُس شوخ کی محفل سے ہم نکلے
ہمیشہ قلب کو تھامے ہوئے با چشمِ نم نکلے
یہی ہے آرزو میری رہوں آغوش میں تیری
تمنا ہے یہی ہر دم ترے قدموں پہ دم نکلے
گذاری عمر ہم نے گرچہ ساری عیش و عشرت میں
مگر افسوس پھر بھی حسرت و ارمان کم نکلے
یقیں آئے تو کیونکر ہم کو تیرے عہد و پیماں کا
کئے تھے سینکڑوں وعدے مگر سب کالعدم نکلے

گھٹا چھا جائے گردوں پر اندھیرا ہو ابھی طاری
کبھی کھل کر جو ان کی گیسوؤں سے پیچ و خم نکلے

ہوا ارشاد باری ہم نے امت بخش دی ساری
شفاعت کے لئے محشر میں حبیب شاہ امم نکلے

یہی بس ایک حسرت ہے جو پوری ہو زہے قسمت
زباں پر کلمہ توحید ہو کامل کا دم نکلے

* * *

زمزمۂ عید[۵]

ارکانِ بزمِ شاد ہیں آئی ہوئی ہے آج عید
(۱) مدت سے تھا خیالِ عید
آیا نظر ہلالِ عید
دیکھا ہے پھر جمالِ عید
فرخندہ ہو یہ سالِ عید
ہو پھر مجھے وصالِ عید
ارکانِ بزمِ شاد ہیں آئی ہوئی ہے آج عید

(۲) بلبل لحن سرا ہے آج
خرم و خوش صبا ہے آج
کیا دن بہت جانفزا ہے آج
کیسا سماں دلا ہے آج
ہر سمت کیا ضیا ہے آج

---

[۵] عید الفطر ۱۳۵۰ھ

ارکانِ بزم شاد ہیں آئی ہوئی ہے آج عید

(۳) شجر و حجر بھی مست ہیں
گل اور ثمر بھی مست ہیں
شمس و قمر بھی مست ہیں
جن و بشر بھی مست ہیں
شام و سحر بھی مست ہیں
ارکانِ بزم شاد ہیں آئی ہوئی ہے آج عید

(۴) بچّوں کو دیکھئے جدھر
پھرتے ہیں کیا اِدھر اُدھر
آتے ہیں کیسے خوش نظر
عید کے تھے وہ منتظر
جس کا ملا اُنھیں ثمر
ارکانِ بزم شاد ہیں آئی ہوئی ہے آج عید

(۵) ہر اک خوشی سے ہے مگن
دور ہے دل سے سب محن

عید کی سب کو ہے لگن
شاد ہر اک ہے مرد و زن
کامل ہے آج نغمہ زن
ارکان بزم شاد میں آئی ہوئی ہے آج عید!

کلام شور

از

جناب مرزا منظور حسین صاحب امراوتی

ایم - اے - ایل ایل بی پی ای ایس

مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

نگہِ بے نیاز نے مارا ،
فتنہ کوشئ ناز نے مارا
مجھ میں اور تجھ میں فرق ہی کیا تھا
نگہِ امتیاز نے مارا
تمسے جو چاہتے تھے کہہ نہ سکے
گلہ ہائے دراز نے مارا
نگہِ ناز کی دہائی ہے
نرگسِ نیم باز نے مارا
ہمسے الفت کا راز چھپ نہ سکا
تپشِ جانگداز نے مارا
رو دیا میں نے ہنس دیا اُس نے
ربطِ ناز و نیاز نے مارا

دیگر

حُسن کو بے نقاب ہونا تھا
آپ اپنا حجاب ہونا تھا
نگہِ شوق کا قصور نہیں ،
حُسن کو بے حجاب ہونا تھا
یا خدا دن وہی ہی رات وہی
کوئی تو انقلاب ہونا تھا
موت کی نیند اک بہانہ تھی
میری ہستی کو خواب ہونا تھا
دل کو شورؔ عاشقی کے پردے میں
سوگوارِ شباب ہونا تھا ،

کروں جو جبر سے نالہ گناہگار ہوں میں
یہ کیا ستم ہی کہ مجبورِ اختیار ہوں میں
ازل سی سوختہ سامانِ اضطرار ہوں میں
جسے قرار نہ آئے وہ بیقرار ہوں میں

سمجھ رہا ہوں فنا کو بقا بقا کو فنا
فریب خوردۂ دنیائے اعتبار ہوں میں
مری صدا ہی شکستِ طلسمِ رازِ حیات
یہ کس رباب کا ٹوٹا ہوا سا تار ہوں میں
جو اٹھ کے گردِ پسِ کارواں سے بیٹھ گیا
وہ ایک ذرّۂ تہِ دامنِ غبار ہوں میں
وہ قطرہ ہوں جو محیطِ کمالِ فطرت ہے
سمجھ رہا ہوں کہ اک بحرِ بے کنار ہوں میں
مجھے بہار نے لوٹا بہار نے مارا
اجل رسیدۂ آشوبِ نو بہار ہوں میں
سرہانے آؤ تو پہچانتا مرے ذمّے
ابھی تو ہوش ہے اتنا کہ ہوشیار ہوں میں
ہے دیدنی مرے چہرے کی زرد رنگت بھی
مٹا ہوا سا اک افسانۂ بہار ہوں میں

ازل میں شور یہ مجھ کو مرے خدا سے ملا
کسی کے دردِ محبت کا سوگوار ہوں میں

نیرنگِ نو بہار کا عنواں لئے ہوئے
ہوں پھر سرشکِ خوں سرِ مژگاں لئے ہوئے
دل میں تری نگاہ کا ارماں لئے ہوئے
بیٹھا ہوں متاعِ دل و جاں لئے ہوئے
نیرنگِ نغمۂ بہار میں وہ اک نمودِ حسن،
صد رنگِ لالہ و گل و ریحاں لئے ہوئے
کافر بساطِ شوق کی اک ناتواں نظر
اور وہ بھی اعتبارِ رگِ جاں لئے ہوئے
اک موجِ اضطراب بھی میری نظر نہ تھی
صد اضطرابِ رقصِ رگِ جاں لئے ہوئے
او برقِ پاشِ ناز کہاں تو کہاں چلا
اپنی نگاہِ صاعقہ ساماں لئے ہوئے

پیدا فروغ حسن کا ساماں کئے ہوئے
لایا ہوں داغ دل کو چراغاں کئے ہو
شیرازۂ سکوں کو پریشاں کئے ہوئے
بیٹھا ہوں اشک و آہ کا ساماں کئے ہ
ہر اشک غم کو گوہر غلطاں کئے ہوئے
لایا ہوں زیب دامن مژگاں کئے ہو
حسرت کو وقف دیدۂ حیراں کئے ہوئے
بیٹھا ہوں دل کو شہر خموشاں کئے ہ
اک سیل خون سینہ میں پنہاں کئے ہوئے
ہر موج دل ہے دعویٰ طوفاں کئے
اب ڈر رہا ہوں عشرت وصل بہار کو
زخم جگر کو غنچۂ خنداں کئے ہو
اے عشرت شباب تجھے ڈھونڈتا ہوں میں
داغ جگر کو شمع فروزاں کئے ہو
میں نے بدل دیا ہے مذاق حیات آج
ہوں مجمع حواس پریشاں کئے ہ
تنہائیوں میں شور یہ کیا خندہ زیر لب
رعنائی سکوت کو عریاں کئے ہوئے

منقبت

عالم لاہوت سے طرز بیاں لادو مجھے
عرش سے کوئی فرشتوں کی زباں لادو
کوئی حسن شوخی برق تپاں لادو مجھے
موجۂ تسنیم سے طبع رواں لادو
آج نیرنگ فصاحت کو دکھانا ہے مجھے

بحرِ معنی میں گلِ مضموں بہانا ہے مجھے
عالمِ ایجاد ہے تفسیرِ قرآنِ ازل   کسوتِ ہستی سراسر چاکِ دامانِ ازل
کیوں نہ جی بھر کے پئیں پھر تشنہ کامانِ ازل   ہو رہی ہے غیب سے تجدیدِ پیمانِ ازل
ہے مئے حبِّ علیؑ ہنگامِ نوشا نوش ہے
ذرّہ ذرّہ خاک کا اک خمکدہ بردوش ہے
مہرِ گردونِ امامت نفسِ پیغمبر علیؑ   نیّرِ برجِ ولایت ساقیِ کوثر علیؑ
صف شکن صفدر صف آرا ضیغمِ داور علیؑ   حاملِ تیغِ دوپیکر فاتحِ خیبر علیؑ
المدد ہنگامِ مدحت المدد یا شاہِ دیں
جوں نصیری کہکے کچھ مجرم نہ ہو جاؤں کہیں
کون ہے وہ جس کا خود کعبہ ولادت خانہ ہے   عالمِ ایجاد کس کی چاہ کا خمخانہ ہے
شانِ میں منکنت مولا کسکی احمدؐ نے کہا   کسکی شمعِ رخ کا روح القدس اک پروانہ ہے
شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتیٰ اِلّا علیؑ لا سیف اِلّا ذوالفقار

مرنے جینے کی اک کہانی ہے
زندگی درسِ زندگانی ہے

غمِ ہستی کی اک کہانی ہے
میری برباد زندگانی ہے

وہ جو اک دورِ آسمانی ہے
وہ ترا فتنۂ جوانی ہے

دل نوازی ہی دل ستانی ہے
مہربانی سی مہربانی ہے

جور کوشی ہے ظلم رانی ہے
واہ کیا شان جاں ستانی ہے

چاک ہوتا ہے حشر کا دامن
اُن کا آغازِ نوجوانی ہے

اصل میں ایک ہی حیات و ممات
مرگ تمہیدِ زندگانی ہے

مرگ تعبیرِ خوابِ ہستی ہے
زندگی خوابِ زندگانی ہے

مرگ ناموسِ زیست ہے یعنی
زندگی ننگِ زندگانی ہے

دل کو صاحب چرائے جاتے ہو
رہزنی ہے کہ دل ستانی ہے

اللہ اللہ عشق کی توقیر
زخمۂ سازِ لن ترانی ہے

جلوہ شاہد ہے طور شاہد ہے
حسن باقی ہے عشق فانی ہے

ہاں سُنے سُن سکے اگر کوئی
مرا قصہ مری زبانی ہے

ہم قیامت کے ہو گئے قائل
کیوں نہ ہو آپ کی جوانی ہے

کشتۂ ناز کو مبارک، ہو،
مرگ ہے اور ناگہانی ہے

جلوہ تیرا نقاب تیرا ہے چشم بد دور نوجوانی ہے
کوئی لاکھوں برس جئے تو کیا مرگ انجامِ زندگانی ہے
شور عبرت سرائے فانی میں
نام باقی ہے زیست فانی ہے

ذرا خاموش! گردِ شمع وہ پروانہ آتا ہے
زبانِ شمعِ روشن پہ مرا افسانہ آتا ہے
معاذ اللہ نگاہِ مست کی سرمستیاں تیری
یہ دوشِ لمعۂ خورشید پہ میخانہ آتا ہے
پئے گردش ترے ہاتھوں میں جب پیمانہ آتا ہے
سحابِ نوبہار اُٹھ کر سوئے میخانہ آتا ہے
وہ بزمِ نازِ عرفانِ خودی کی ایک منزل ہے
کہ جو اُس بزم میں آتا ہے وہ دیوانہ آتا ہے
سلامِ آخری اے جلوۂ گُل کی فراوانی
کہ بادل بجلیاں لے کر سوئے کاشانہ آتا ہے
کہا رودادِ غم سُن لو! کہا بس سُن چکے جاؤ

تمھیں لے دے کے بس اتنا ہی اک افسانہ آتا ہے
نہ اترا اس قدر اے شمع اپنے ایک شعلہ پر
کہ سو شعلے لئے سینہ میں اک پروانہ آتا ہے
مری ہر سانس گویا ہو گئی ہے شورؔ موجِ خوں
طرح مصرعہ "لبوں تک خون میں ڈوبا ہوا افسانہ آتا ہے"

"جگنو"

مجھ سے کہہ دے تجھے کس بزم کی آخر ہے تلاش
دل بیک وقت ہے آبادی بھی ویرانہ بھی
او شبِ تار کی ظلمت میں چمکنے والے
آ کے روشن کبھی کر دے مرا کاشانہ بھی
بزمِ ہستی کی ترے دم سے ہے دونی رونق
ایک ہی وقت ہے تو شمع بھی پروانہ بھی

کلام حاذق

از

جناب منشی شیر محمد خاں صاحب چشتی نظامی
ساکن پوسد ضلع یوت محل
(برار)

حذاقت حاذق

از جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل اجارہ دار آرکیمپنی مؤلف گلدستہ ہذا

حاذق کے خُلق نے مجھے گرویدہ اپنا کرلیا

(۱) گرویدہ اپنا کرلیا
مجنوں مجھے بنا دیا
دیدی ہے کیا مجھے دوا
ہوش نہیں مجھے رہا
خود کا نہیں مجھے پتا
حاذق کے خلق نے مجھے گرویدہ اپنا کرلیا

(۲) چہرے سے ہے خوشی عیاں
آتا نظر ہے شادماں
ہر اک ہے اُس کا قدرداں
عار کند از عامیاں
واقفیت است از زیاں

حاذق کے خُلق نے مجھے گرویدہ اپنا کرلیا

(۳) بزم کا جاں نثار ہے
گفتگو خوش گوار ہے
اُس کو نہیں قرار ہے

مضطر ہے بے قرار ہے
اُس پہ ہر اک نثار ہے
حاذق کے خلق نے مجھے گرویدہ اپنا کرلیا

(۴) کیسا کمال کر دیا
محوِ جمال کر دیا
میرا یہ حال کر دیا
جینا محال کر دیا
خوب کمال کر دیا
حاذق کے خلق نے مجھے گرویدہ اپنا کرلیا

(۵) بات میں ہے عجب اثر
بھولے کبھی نہ عمر بھر

واقف ہے اور باخبر
کھوٹے کھرے پہ ہے نظر
کامل کرے نہ کیوں قدر
حاذق کے خلق نے مجھے گرویدہ اپنا کرلیا

جناب منشی شیر محمد خاں صاحب حاذق

مرے دیواں کا مطلع نعت میں جب دل سے نکلے گا
درودِ پاک فوراً ہی لبِ محفل سے نکلے گا

میں آیا ہوں درِ اقدس پہ عرضِ مدعا لے کر
یقیں ہے یہ مرا مقصد شہِ عادلؐ سے نکلے گا

غمِ دردِ فراقِ حضرتِ محبوبؐ ربانی
ہر طرح کسی کے دل سے نکلا ہے نہ میرے دل سے نکلے گا

مری فریاد سُن کر دردمندانِ محبت نے
کہا مطلب یہ غیر از مصطفیٰؐ مشکل سے نکلے گا

مثالِ بولہب جھٹلا دیا گر تیرے دعوؤں کو
بڑا بے آبرو ہو کر تری محفل سے نکلے گا

جو سُن لیں گے غزل تیری یہاں ہیں جسقدر شاعر
یقیں ہے مرحبا کا شور اُن کے دل سے نکلے گا

لکھی ہے کیا غزل حاذق یہ تو نے نعتِ احمدؐ میں
جو سُن لے گا وہ ہو کر شاد اس محفل سے نکلے گا

نقابِ رُخ اُلٹنا اور ہجومِ نور ہو جانا
ہماری زیست کا پیالہ وہیں معمور ہو جانا
یکایک حُسن کا منظر نظر سے دور ہو جانا
قدم رکھنا ہمارا اور شبِ دیجور ہو جانا
نہ بھولا جائے گا آنکھوں کا وہ مخمور ہو جانا
ہمارا اُن کے دیکھے سے نشے میں چور ہو جانا
ہماری بدنصیبی کی بھی اب تو ابتدا یہ ہے
کہ اُن کا باتوں باتوں ہی میں یوں رنجور ہو جانا
سوالِ شوق کے تو مسترد ہونے کا خطرہ تھا
مگر **حاذق** تمہارا کہنا اور منظور ہو جانا

واللہ آپ نے تو غضب کر دیا جناب
پھر سے کہنا آپ نے کیا کہدیا جناب
دُنیائے آرزو میں اندھیرا ہوا جناب
پردے میں چہرہ آپ نے جو کر لیا جناب
کرتے نہیں جو آپ بھروسہ مرا جناب

مجھ کو سمجھ رکھا ہے کوئی بے وفا جناب

ملتا ہوں جب بھی پاتا ہوں تم کو خفا جناب
طرح مصرعہ ”سرزد ہوئی ہے کون سی مجھ سے خطا جناب“

میں سامنے جو آکے کھڑا ہو گیا جناب
یہ حوصلہ تھا عزم تھا ایمان تھا جناب

نازک سی زلفِ یار نے وہ کس دیا جناب
دُنیا اُلجھ کے رہ گئی سُلنے ذرا جناب

حاذق یہ سارا حضرتِ مظہر[1] کا فیض ہے
جن کے سبب سے ذوق تغزل ملا جناب

رہو گے یاد میں تم اس طرح نالہ کناں کب تک
کرو گے اس طرح بتلاؤ تم آہ و فغاں کب تک

یقیں ہے مجھ پہ ہو گا ایک دن یہ راز سب ظاہر
رہیگا راز یہ آخر ترے دل میں نہاں کب تک

---

[1] سید مظہر علی صاحب مظہر سکریٹری ”سفینۂ مظہر“

یونہی کرتا رہے گا مست ہم کو تا کجا ساقی
رہے گا دور میں جام شراب ارغواں کب تک

سر بالیں کھڑے ہیں دیکھ لو بیدار ہو جاؤ
کئے جاؤ گے طاری اس طرح خواب گراں کب تک

طلب صادق ہے گر حاذق تو سامان سفر کر لو
کسی کی یاد میں بیٹھے رہو گے تم یہاں کب تک

یوں چھیڑ کر رہے ہیں کسی کی ردا سے ہم
گویا کہ کھیلتے ہیں کسی کی حیا سے ہم

کیا دل ہمارے سینے میں معدوم ہو گیا
پاتے ہیں اپنے آپ کو جو بے نوا سے ہم

کیوں اک ذرا سی بات پہ ناراض ہو گیا
لے ہاتھ دھو کے بیٹھ گئے مدعا سے ہم

بے لطف زندگی ہے نہ بے لطف موت ہے
واقف نہیں ہیں رمز سے لیکن ذرا سے ہم

کیا اس سے قبل سوئے تھے حاذق بتا ذرا

بیدار ہو گئے ہیں جو کُن کی صدا سے ہم

ہیں ٹھکانے گو بہت کوئی مرے قابل نہیں
کچھ سکوں حاصل ہو ایسی ایک بھی منزل نہیں

اُن کے غمزوں کو تو دیکھو رمز سے خالی نہیں
یوں تو ہونگے سینکڑوں اُن سا کوئی قاتل نہیں

ابر چھایا اور برسا شیشہ و ساغر چلے
آج میخانے میں کوئی کام سے غافل نہیں

جذب کر لے گا تجھے یا خود فنا ہو جائے گا
دیکھ لینا تو نہیں یا اب یہ میرا دل نہیں

دسترس حاصل ہے مظہر کے سفینے[لہ] میں اُسے
ہے بڑا مقبول گو حاذق کسی قابل نہیں

ہمارے صبر کا دامن یوں تار تار نہیں   خزاں کے بعد ہی کیا موسمِ بہار نہیں ،
بھڑک کے اٹھتا کبھی آشیانہ بلبل کا   جو ہوتے آتشِ گل کے کوئی شرار نہیں

[لہ] اشارہ بطرف "سفینۂ مظہر"

جو اور کچھ نہ سہی نقش پا کو جانتے ہیں یہ دل بنا رہا کیا تیرا رہگزار نہیں
دھواں نہ نکلے بھڑک کے گھر سے یہ کہاں ممکن چمن نہیں ہے جہاں نالۂ ہزار نہیں
اُمید اُس سے رکھو جو کہ سر جھکائے چلے جُھکا نہ پاؤ گے جو نخل باردار نہیں
بھروسہ غیر کا حاذق یہ بات دُور کی ہے
یہاں تو اپنا ہی خود ہم کو اعتبار نہیں

تم روز جزا شافع محشر بخدا ہو ظاہر ہے میں خوب سمجھتا ہوں کہ تم کون ہو کیا ہو
جب تم ہی مددپر مری اے شاہ ہدٰاؐ ہو ہاں خوف ہی کس بات کا پھر روز جزا ہو
بیماری عصیاں ہو ابھی دور طبیبو حاصل جو شفا خانۂ طیبہ کی دوا ہو
انوار و تجلی سے مرا دل ہو منوّر اک بار جو نظارۂ محبوبؐ خدا ہو
جس میں نہ شہ پاکؐ ؟ وسیلہ ہو تمہارا درگاہ خدا میں نہ وہ مقبول دُعا ہو
کر دے تو خبر اُن کو مری درد جگر کی اب مجھ پہ کرم تیرا یہ اے باد صبا ہو
طیبہ میں بلا لیجئے حاذق کو شہ دیںؐ ؟
پوری یہ تمنّا شہؐ لولاک لما ہو

نقش بدلا چھا گئی جب سے گھٹا ادبار کی
اور ہی کچھ ہے مگر محفل نہیں اغیار کی

آرزو کیا اور باقی ہے ابھی اشعار کی
ورق گردانی کہاں تک دفترِ افکار کی

چھا گیا ہے آج گلشن پر وہ شبنم کی طرح
کل ہرن ہو جائے گی ساری نشہ میخوار کی

کم سے کم قربت میں رہ کر علم اتنا ہو گیا
تاڑ جاتے ہیں غرض ٹیڑھی نظر سرکار کی

چوٹ کھائی دل پہ حاذق آنکھ سے آنسو بہے
جب نظر آئی جھلک اقرار میں انکار کی

سبب کل رازدانی کا بھی بیہوشیاں میری
وصالِ یار کا باعث بھی ہے مے نوشیاں میری

یقیناً شاہراہِ حسن پر میں لُٹ کے ہی رہتا
سیہ بختی نہ ہوتی کاش ظالم پاسباں میری

مری آنکھوں میں ہے کیفِ تمام بیخودی پیہم
کبھی روپوشیاں تیری کبھی بیہوشیاں میری

تری سطوت نے قاتل سلب کر لی تاب گویائی

طرح مصرعہ "خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری"

تغافل! اور ستانہ سے اپنے تا کجا ساقی
بالآخر تجھ کو شرمائیں گی سجدہ ریزیاں میری

اُجاڑے گر فلک اک بار کیا نشوٗ بار گلشن کو
گلستاں خلق کرتی ہیں نئے گل پاشیاں میری

زباں معجز بیاں حاذق نہ کیوں ہو اب ہمیں کہہ دو
ملائک کی زباں پر ہے شرف رکھتی زباں میری

پئے گردش جو بزمِ ناز میں پیمانہ آتا ہے
مقابل قصرِ رضواں یار کا افسانہ آتا ہے

تصوّر گیسوؤں پر طفلِ دل قرباں کرنے کا
لباسِ ماتمی پہنے عزادارانہ آتا ہے

اگر مرنے سے پہلے ہم نہ مر جاتے قیامت تھی
وہ دیکھو دشمنِ جاں کیسا بدمستانہ آتا ہے

کسی صدمے سے شاید شیشۂ دل ناگہاں ٹوٹا

طرح مصرعہ "لبوں تک خون میں ڈوبا ہوا افسانہ آتا ہے"

تخیل جس کا بامِ آرزو ہے مے وہ پیتے ہیں
کہ زاہد جس کی تلچھٹ کے لئے میخانہ آتا ہے

چڑھائے تیرِ مژگاں کے و ابرو کے کماں کھینچے
ستمگر آزمانے جانبِ ویرانہ آتا ہے

یہ کیسی قبر ہے کیا بے کسی اس پر برستی ہے
جسے دیکھو بلا کا بے رُخ بیگانہ آتا ہے

یہ مے وہ ہے کہ ہر دم دیکھتے ہیں پست تاروں کو
نشہ آنکھوں میں **حاذق** جب سیاہ مستانہ آتا ہے

شمع کے شعلہ پہ کچھ تو لطف جل جانے میں ہے
بے قراری بے سبب کیا یونہی پروانہ میں ہے

کشتیِ دل ڈال دی ہے بحرِ طوفاں خیز میں
طرح مصرعہ "درد کی لذّت سراپا درد بنجانے میں ہے"
بے قراری تلملاہٹ جس کو کہتے ہیں عوام

وہ ترے وحشی ہیں ساقی تیرے دیوانے میں ہے

جس کے پینے سے رہے انسان بیخود حشر تک
وہ مے بے نام ساقی تیرے پیمانے میں ہے

بوتلیں خالی پڑی ہیں جام ہیں اوندھے پڑے
کیا کوئی زاہد بھی حاذق آج میخانے میں ہے

* * *

کلامِ ساحرؔ

از

جناب منشی الطاف حسین صاحب فاروقی امراتوی
ڈرائنگ ماسٹر انگلو اُردو سکول پوسد

ضلع یوت محل (برار)

افسونِ ساحر

(از جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل اجارہ دار مؤلف گلدستہ ہذا)

(۱) ساحر کے سحر نے بہت بیخود بنا دیا مجھے
بے خود بنا دیا مجھے
بے ہوش کر دیا مجھے،
محو بنا دیا مجھے
کیا علم کیا، کیا مجھے؟
ہوش نہیں رہا مجھے
ساحر کے سحر نے بہت بے خود بنا دیا مجھے

---

(۲) بے خود ہر اک بشر ہوا ساحر کا سحر کیا ہوا
ساحر کا سحر کیا ہوا
گویا کہ غم ہوا ہوا
رنج سے دل، رہا ہوا

گلشنِ دل ہرا ہوا
دل میں ہے تو بسا ہوا
بے خود ہر اک بشر ہوا آساحر کا سحر کیا ہوا

---

(۳) ہر اک خوشی سے مست ہو تو جو غزل سرا ہو گر
تو جو غزل سرا ہو گر
وجد میں آئے ہر بشر
خود کی رہے نہ پھر خبر
تو بھی عجیب ہے فتنہ گر
دل میں بنا لیا ہے گھر
ہر اک خوشی سے مست ہو تو جو غزل سرا ہو گر

---

(۴) دیکھتا ہے ہر اک تجھے مسرور اور شادمان
مسرور اور شادمان
ہونٹوں پہ ہے ہنسی ہر آن

بزم ادب کی تو ہے جان
ہر اک کا تو ہے رازدان
واقف طبع رمزدان
دیکھتا ہر اک ہے تجھے مسرور اور شادمان

---

(۵) وصف تیرا ہو کیا بیان تو ہے محبت آشنا
تو ہے محبت آشنا
تو ہے حقیقت آشنا
تو ہے طریقت آشنا
ہر شے سے لذت آشنا
کامل صداقت آشنا
وصف تیرا ہو کیا بیان تو ہے محبت آشنا

* * *

جناب منشی الطاف حسین صاحب ساحر

کلام ساحر

لبوں تک آ کے رُکتا ہے جو دمِ قاتل سے نکلے گا
"جزاک اللہ کیا مارا لبِ بسمل سے نکلے گا"

صبا فی الفور پہنچا دے خبر بیمار کی ورنہ،
دلِ مضطر تڑپ کر سینۂ بسمل سے نکلے گا

خدائے دل کا ہرگز اہلِ دل وہ پرتوِ رنگیں
طرح مصرعہ "کسی کے دل سے نکلا ہے نہ میرے دل سے نکلے گا"

بھٹکتا دیکھ کر فرقت میں للہ کوئی بتلا دے
کہ تیرا یار اِس منزل یا اُس منزل سے نکلے گا

سفینہ میرا جو ڈوبا ہوا ہے بحرِ عصیاں میں
طفیلِ جوششِ رحمت لبِ ساحل سے نکلے گا

یہ کہتا ہوں میں مظہر اور کامل حاذق و شارق
تمہارا رنگ ہرگز اب نہ اس محفل سے نکلے گا

ترے جادو کا ساحر کس طرح اُس پر اثر ہوگا،
وہ بت پردے سے باہر ہی بڑی مشکل سے نکلے گا

مرے داغِ جگر کو دیکھنا مسرور ہو جانا، اثر سے دید کے داغِ سیہ پُر نور ہو جانا
وہ چھدنا زخمِ دل کا میرے، اُنکے تیرِ مژگاں سے وہ دل کے آبلے کا پھوٹ کر ناسور ہو جانا
خیالِ ہجر میں جب ہوش میرے اُڑنے لگتے ہیں نہ جانے کیا غضب ڈھائیگا اُن کا دُور ہو جانا
شکایت اسلئے لب تک نہیں لاتا جفاؤں کی نہ دیکھا جائیگا مجھ سے ترا رنجور ہو جانا

عیاں ہے آج ساحر نے پیا ہے بادۂ مستی
معانی خیز ہے آنکھیں نشہ میں چور ہو جانا

میں نے تو دل کا حال سبھی کہدیا جناب ہے اختیار اس پہ اگر ہوں خفا جناب
جو کچھ ہے پاس آپ ہی کا ہے دیا جناب میرا بھی کچھ ہے جسے کہوں یہ دیا جناب
دل کا پتہ جو پوچھا تو اُس شوخ نے کہا پھر سے تو کہئے کیا کہا کس کا پتا جناب؟
اس نیم جاں کا کام ہی کر دیجئے تمام تکلیف ہوگی آپ کو بیشک ذرا جناب

ساحر سے کچھ نہ پوچھئے احوالِ دل جناب
آئینہ دل کا پیشِ نظر رکھدیا جناب

ستانے ہی رہو مجھ کو ہمیشہ آسماں ہو کر

کہ آتا ہے مزہ اس میں مجھے محوِ فغاں ہو کر
بہایا تیغِ ابرو نے کچھ ایسا خوں مرے دل کا
کہ گویا سینچ ڈالا باغِ دل کو باغباں ہو کر
نہ ہو تاثیر میری آہ میں، یہ ہو نہیں سکتا
لگا دیگی جہاں میں آگ یہ آتش زباں ہو کر
نگاہیں تھیں کسی کی یا بلائے آسمانی تھیں
کوئی کہدے جلایا کس نے دل کو بجلیاں ہو کر
سحر اپنا چلاؤ کچھ تو ساحر آج محفل پر
زباں روکے ہوئے بیٹھے ہو کیوں جادو بیاں ہو کر
آگ لگ جائے بلا سے روئے تاباں دیکھ کر
اشک ٹھنڈا کر ہی دیں گے دل کو سوزاں دیکھ کر
اشک دریا بن رہے ہیں تشنہ داماں دیکھ کر
طرح مصرعہ پاؤں پھیلانے لگی وحشت بیاباں دیکھ کر
اے پریشانی! مسلط اب تو ہو جا اس طرح
دیکھتا رہ جائے منہ! کوئی پریشاں دیکھ کر

میری وحشت بھی کوئی وحشت ہی ہے بھلا
ہنس دیا کرتا ہوں اکثر خود کو گریاں دیکھ کر ،
کیوں نہ تجھ کو ناز ہو ساحرؔ تری تدبیر پر
دے رہی ہے ساتھ تیرا حسنِ ایماں دیکھ کر
خدا جانے رہیگی بند اُس بُت کی زباں کب تک
مرے دامانِ حسرت کی اُڑیں گی دھجیاں کب تک
کوئی حد بھی ہے غیروں پہ رہو تم مہرباں کب تک
ہوں باقی ہم میں یہ سیماب سی بے تابیاں کب تک
میں کہتا ہوں سنو بھی دردِ دل کا ماجرا میرا
وہ کہتے ہیں سُنے کوئی تری یہ داستاں کب تک
وہ پتھر ہے جسے سمجھے ہوئے ہیں ہم سنگار اپنا
چلائے کوئی آہِ دل کا تیر بے کماں کب تک
پریشاں ہو کے کہہ اُٹھا مری ہستی کا ہر ذرّہ ،
کہ ساحرؔ تیرے نالوں سے اُٹھیگا یہ دھواں کب تک
رسوا تو ہو گئے ہیں خود اپنی خطا سے ہم   پھر کس لئے گلا کریں اُس بے وفا سے ہم

دل کی دھڑک سے کوچ کے ساماں ہیں عیاں   کیا گوش آشنا نہیں بانگِ درا سے ہم
آنکھیں ہوں بند، اور نظر آئے صاف تو   تصویر دیکھتے ہیں تری کس ادا سے ہم
تیرے خیال نے کیا سرشار اِس قدر   کر لیتے ہیں جنوں میں باتیں ہوا سے ہم
تو اپنے سازِ حسن سے ہر دم چہل کرے   مجنوں بنے پھرا کریں تیری بلا سے ہم
تم سے علاج درد کا ہوگا نہ اے مسیح   حاصل شفا کریں گے فقط دلربا سے ہم
کچھ ڈرتے ڈرتے پیتے ہیں ساحر ذرا سی ہم
بندے ہیں کانپ جاتے ہیں خوف خدا سے ہم

آتشِ گل تجھ کو بھڑکانا جگر مشکل نہیں   جو لگائے آگ نہ دل ہی ہمارا دل نہیں
کیوں پریشاں کر رہا ہے چھوڑ کر صیاد اب   جز پریشانی تجھے بھی ہوگا کچھ حاصل نہیں
غوطہ زن ہوں میں بہت بحرِ تردّد میں مگر   سخت حیراں ہوں کہ مقصد کا کوئی ساحل نہیں
بعد مرنے کے وہ آئے میری مٹی دیکھنے   خاک رکھی ہے یہاں اب وہ کسی قابل نہیں
تیری ارماں بھی پریشاں ہو گئے لیکن ہے یہ خیال   حسرتوں پر پھیرنا پانی تو کچھ مشکل نہیں
ہے خیال اِس کا نہ ہو جائے خجل قاتل کہیں   ورنہ سچ پوچھو تو میں اِس وار کا قائل نہیں
زندگی ساحر کی اک افسانۂ غم کیوں نہ ہو
جبکہ تو اے مہ لقا اُس کی طرف مائل نہیں

جو حسن کے ہوتے ہوئے بے قید وفا ہو اک پھول ہے گلشن میں کہ بو جس کی ہوا ہو
کیا خوب ہو ساقی جو پلا دے مجھے وہ مے جس سے کہ نشہ کا مرے اک رنگ نیا ہو
پتلی کو سجا رکھا ہے پتلی سے کسی کی حاصل تمہیں کیسے ہوا تحفہ نگا ہو
گر لطف و کرم بندہ پہ ہو جائے کسی کا پھر بو بھی نہ آئے گی تمہاری، اے گناہو
ساحر کی بھلا کون سُنے بزم بتاں میں
ہاتھوں میں کوئی چیز تو سوغات نما ہو

ساقیا اب تو پلا دے مے ترے دیدار کی حسرتوں کا خون کرنا ہے گنہ میخوار کی
آستینِ یار میں بیٹھک تو دیکھو مار کی طرحِ مصرعہ ”گل کے پہلو میں ہے قسمت تو دیکھو خار کی“
چونک کر بیدار نہ ہوتا مسیحا کس طرح آہ میں اتنی نہ تھی تاثیر کیا بیمار کی
گھٹ گئی ہے آج کیا قدرِ متاعِ عاشقی اس طرح رونق اُڑی جاتی ہے کیوں بازار کی
گلستاں میں گُل ہی گُل ہو یہ کبھی ممکن نہیں چشم گلشن میں بھی پاؤ گے کھٹک تم خار کی
شاعری کا مادّہ تجھ میں کہاں ساحر بھلا
یہ تو تک بندی ہے فرمائش پہ تیرے یار کی

ہوئے ہیں منتشر کیا آہِ بے تاثیر کے ٹکڑے فلک سے گر پڑے ٹکرا کے گویا تیر کے ٹکڑے
مٹے کو وہ مٹاتے ہیں سراسر ظلم کرتے ہیں اُڑاتے ہیں عبث بگڑی ہوئی تصویر کے ٹکڑے

ہٹو اے بادلو اب اے آہ دیدو میں نہ مانونگا   ابھی کر دونگا ان آہوں سے چرخ پیر کے ٹکڑے
اسیری میں قیامت کے مزے وہ پا رہا ہوں میں   اُڑا دیتا وگرنہ کب سے میں زنجیر کے ٹکڑے
چلاتے ہیں چلانے دو اُنہیں پروا نہیں مجھ کو
کہیں ہو جائیں نہ ساحر نگہہ تیر کے ٹکڑے

سموم نے یہ ہوا باغ میں اُڑائی ہے
خزاں بہار مٹانے چمن میں آئی ہے
دکھا رہی ہے دلِ زار نزع میں ہچکی
الٰہی یاد یہ کس بے وفا کی آئی ہے
دمِ اخیر تصور بندھا حسینوں کا
گھڑی عجیب ہی اور دل میں کیا سمائی ہے
نکل کے روح چلی جسم سے پئے تعظیم
قضا بھی بھیس میں شاید کسی کے آئی ہے
سبب نہ اہلِ عدم پوچھیں ساحر آنیکا
کشش وطن کی اسی سمت کھینچ لائی ہے

وہ ضیا تجھ کو ملی حسن کے درباروں سے   سانپکا من بھی ہو پانی ترے رخساروں سے

کبھی تیروں، کبھی نیزوں، کبھی تلواروں سے   قتل کرتا ہے وہ ظالم، کبھی ہتھیاروں سے
کوئی پوچھے تو ذرا کاش ستمگاروں سے   کیوں وہ بیزار نہیں ہوتے ہیں بیزاروں سے
وہ گھٹا چھائی ہے ساقی کہ الٰہی توبہ   اب دعائیں لئے تڑپتے ہوئے میخواروں سے
جمع کرنے بھی نہ پائے تھے جگر پاروں کو   پھر سے بکھرا دیا قاتل نے انھیں واروں سے
زلفِ پرخم پہ نظر جب کبھی پڑ جاتی ہے   اپنے ارمان الجھ جاتے ہیں ان ماروں سے
شبِ ہجراں میں جو سن لیں مرے سوزِ دل کو مصرعہ "بلبلیں نوچ کے پر پھینک دیں منقاروں سے"
میرے ہر اشک کی قطرہ میں ہے تصویر تری   کیوں سجاؤں نہ میں دامن کو انھی تاروں سے
غنچۂ دل کھلے ساحر کا ہمیشہ کے لئے   یا الٰہی تو چلا وہ ہوا گلزاروں سے

لطفِ نازِ نازنیں پورا اٹھا جا نہیں ہے   بہتر ہی عاشق کی لب پہ کر ہی جا نہیں ہے
ابروئے خمدار تیری تیغ جوہر دار ہے   راز اسکا بے تحاشہ دل کے کھل جا نہیں ہے
خشک روحِ مست کو نہ پھیر الیس ساقیا   کچھ دے تلچھٹ ہی سہی جو تیری پیا نہیں ہے
یہ چھلک آنکھوں میں تیری بادۂ مستی کی ہے   ایک قطرہ ہی سہی جو تیرے پیا نہیں ہے
دل مرا فولاد ہے ہرگز وہ چھید سکتا نہیں،   بہتر ہی اُس تیر کی سر سے نکل جا نہیں ہے
نالہ و شور و فغاں رنگ لائینگے مثلِ حنا   منہ سے کچھ اٹھی نہ تب، کیا خبط دیوا نہیں ہے؟
کعبہ تک ساحر رسائی گر نہیں ہے نہ سہی   یار کا نورِ منور دل کے کاشانے میں ہے

کلام اسرار

از

جناب منشی اسرار حسن خاں صاحب شاہجہانپوری

مقیم پوسد۔ ضلع یوت محل

(برار)

شخصیت اسرار

(از جناب حکیم انوار محمد خاں صاحب کامل اجارہ دار آبکینی مؤلف گلدستہ ہذا)

اسرار کی شخصیت ہے عجب سب رعب سے تھرا جاتے ہیں

(۱) سب رعب سے تھرا جاتے ہیں
جب سامنے ان کے آتے ہیں
وہ بات کھری یہ سناتے ہیں
کہ عقل میں چکرا جاتے ہیں
اور خوب ہی بھنّا جاتے ہیں
اسرار کی شخصیت ہے عجب سب رعب سے تھرا جاتے ہیں

(۲) بزم طرب یا رند کی محفل
ساقی ہو یا حور شمائل
سب کو ان سے فیض ہو حاصل
ہو جاتے ہیں سب میں شامل
خوب بناتے ہیں پھر جاہل

اسرار کی شخصیت ہے عجیب سب رعب سے تھرّا جاتے ہیں

(۳) عرض کروں کیا ان کے خصائل،
عالم و صوفی اور ہیں فاضل
لائق و فائق اور ہیں قابل
کانپتے ہیں سب سامنے عاقل
ہر فن مولا ہیں الحاصل
اسرار کی شخصیت ہے عجیب سب رعب سے تھرّا جاتے ہیں

(۴) کیف نہاں گفتار میں ان کے
لُطف نہاں اشعار میں ان کے
خُلق نہاں اطوار میں اِن کے
صِدق نہاں اقرار میں اِن کے
خوف نہاں انکار میں ان کے
اسرار کی شخصیت ہے عجیب سب رعب سے تھرّا جاتے ہیں

(۵) رکھتے ہیں ہر اک سے محبّت
مفلس ہو یا صاحب دولت

جاہل ہو یا پیر طریقت
سینے میں ہے علم کی دولت
کون کرے پھر کامل صحبت
آسرار کی شخصیت ہے عجب سب رعب سے تھرا جاتے ہیں

* * *

جناب اسرار حسن خان صاحب اسرار

وہ پھر کہتے ہیں اب کے کیا تمھارے دل سے نکلے گا
سوا شور و فغاں کیا اور زخمی دل سے نکلے گا
مکدر جو نہ کرنا ہو چھپا لو روئے تاباں کو ،
جو جل اُٹھے گا پروانہ دھواں محفل سے نکلے گا
رقیب روسیہ کا شکوۂ ظلم و ستم ہرگز
طرح مصرعہ "کسی کے دل سے نکلا ہے نہ میرے دل سے نکلے گا"
ہمارے کارخانہ کا نرالا حال ہے قبلہ
ہر اک پتھر سے بچھو کھنکھجورا سل سے نکلے گا
بلوں کو چھاپ ڈالو تاکہ خدشہ ہی نکل جائے
وگرنہ سانپ کا بچہ یقیناً بل سے نکلے گا
جسے آساں سمجھتے ہو وُہی مشکل سے مشکل ہے
وُہی اسرار ہے اسرار کے جو دل سے نکلیگا
کرشموں نے کیا قائل ستمگر بے گماں تیرا
رہا کرتا ہے اکثر نام اب وردِ زباں تیرا
الگ کرتا ہے کیا ناداں سمجھ کر خار سا مجھ کو

نہیں کوئی سوا میرے اے گلرو پاسباں تیرا

پیا ہے آب سا عشاق کا خونِ جگر تو نے
شہادت دے رہا ہی دور سے کافر دہاں تیرا

ہوا کیا گر نہیں آتا نظر ہم جیسے اندھوں کو
طرح مصرعہ "جہاں میں نور ہی چار و نطرف جلوہ فشاں تیرا"

نہ ہوں بیدار جب تک نہ گریں قعرِ ذلت میں
ہوا کافی اشارہ کب برائے جاہلاں تیرا

نئی ترکیب سے بدلا ہے اندازِ تکلم کو
وہی اسرار سمجھیگا ہوا جو نکتہ داں تیرا

پیستا ہے دانت کیا احمق مری شان دیکھ کر
کیا ہنسی آتی ہی ظالم تیرے دنداں دیکھ کر

دل کو تیرے ہاتھ میں مَیں اسلئے دیتا نہیں
نوچ ڈالیگا کہیں تو اُس کو عُریاں دیکھ کر

آگیا مجھ کو کرم کچھ تیرے حالِ زار پر
گفتگو کا رنگ بدلا ہوش پرّاں دیکھ کر

آئے تھے کس کس کے محفل میں بجانے کے لئے
تار ڈھیلے پڑ گئے شکلِ رقیباں دیکھ کر
ہم تو کہہ دیتے ہیں کچھ بھی بے طرح بے قافیہ
پڑھتے ہیں لاحول جیسے لوگ شیطاں دیکھ کر
دندنا کر اُن کی محفل میں چلے جاتے ہیں ہم
پھر سناتے ہیں غزل اُن کو مہرباں دیکھ کر
یوں تو کہنے کو سبھی اسرار کہتے ہیں غزل
ہم تو کہتے ہیں سدا رنگِ سخنداں دیکھ کر
جز صداقت اور کچھ روداد میں شامل نہیں
نقلی باتوں کا قلم ہرگز مرا ناقل نہیں
چھوڑتے ہیں توڑ کر دانتوں کو ہیں دنداں شکن
مار لینا مار کا ہم کو تو کچھ مشکل نہیں
چور کی سی زندگی اپنی بسر کرتا ہے لیک
ہے بڑا موذی وہ اپنے کام سے غافل نہیں
سب دکھانے کے ہیں تیور چال کو تو دیکھئے

کون کہتا ہے کہ وہ ڈھل ڈھل نہیں پل پل نہیں
کیا بھٹک کر آ گیا گلزار میں اُلّو نما

طرح مصرعہ "اپنی منزل ہی سے واقف رہروِ منزل نہیں"

ہم سرِ بازار کہتے ہیں اُنھیں اسرار اب
جانتے ہیں اس طرح کہنے سے کچھ حاصل نہیں

میکدہ جاتے ہیں تقریب لانے کو ہوش اُڑ جائیں جو سُن لو مرے افسانے کو
اپنے مشرب میں روا کب ہے یوں بہکے جانا مے بھی کچھ لائے ہو جو آئے ہو بہکانے کو
کہنا سُن لے جو کوئی کہتے ہیں اُلّو تاڑا نہ سُنے گر کوئی تُل جاتے ہیں لڑوانے کو
سبز باغوں کو سمجھتا ہوں دُعا سے میں بھی شیخ جی معاف کرو رہنے دو یارانے کو
اب تو اسرار کے کہنے کو بجا کہتے ہیں
پھر سمجھ لیں گے جی، اغیار کے سمجھانے کو

وہ راگ سُناتا ہوں کہ بے تال سُرا ہو
ایسا نہ کبھی ان کے فرشتوں نے سُنا ہو

نمرود ہو شدّاد ہو شیطان نما ہو
طرح مصرعہ "میں خوب سمجھتا ہوں کہ تم کون ہو کیا ہو"

شیطان سے جھگڑا بھی ہو اور ہوش بجا ہو
ہم کرتے رہے وہ جو کسی سے نہ ہوا ہو
میدان میں بازی کبھی لیجا نہ سکے گا
مانا کہ وہ ہشیار ہے تم اس کے چچا ہو
مدت سے لئے پھرتا ہے پھندے کو بغل میں
اُلو بھی تو کم بخت کہیں آ کے پھنسا ہو
شاعر تو لکھا کرتے ہیں سب شعر پرانے
اسرار کا ہر شعر پھڑکتا ہو نیا ، ہو
صلح کو بھی سمجھ لیتا ہے وہ تو جھڑکیاں میری
بڑھی جاتی ہیں اب تو دن بدن حیرانیاں میری
مرے درد و کرب کو جب سُنا تو ہنس دیا ظالم
تماشہ بھی نظر میں یار کے گویا فغاں میری
اگر رنگ یار نے بدلا تو پھر یہ بھی یقیں جانو
طلائی انڈے بھی دینے لگیں گی مرغیاں میری
جہاں بھی جائے گا پوشیدہ ہرگز رہ نہیں سکتا

ترے در سے مٹا دیں ساری میں نے کلفتیں میری

نہیں بات اختیاری کچھ زمانے کی یہ خوبی ہے
بہاروں سے بھی تیری کم نہیں ہرگز خزاں میری
تقاضا عمر کا ہے باز آیا ایسی اُلفت سے

نہ وہ اب سردیاں تیری نہ وہ اب گرمیاں میری
بڑے انجان بنتے ہو ہمیں معلوم ہے مرشد
سنو اسرار جو کچھ ہے یہی ہے داستاں میری

سابقہ کم ہی پڑا ہوگا طرحداروں سے کیا ملا سکتا ہے وہ آنکھ وضعداروں سے
وہ تو ہر روز دیا کرتا ہے گیدڑ بھبکی شیرِ غرّاں بھی کہیں ڈرتے ہیں مرداروں سے
کوچۂ گل میں جو اُلّو کا گذر ہو قبلہ طرح مصرع بلبلیں نوچ کے پر پھینک دیں منقاروں سے
او حیا سوز غریبوں پہ تو کیا ہنستا ہے ایک دن کام پڑے گا انہی بیچاروں سے
چرکے دیتے ہیں زباں سے بزبانِ خنجر بدلہ لینے کا نیا ڈھنگ ہے اغیاروں سے
لوگ بے فائدہ بحروں پہ نظر رکھتے ہیں شعر اسرار بنے ہوتے ہیں پرکاروں سے

دُعا سے آپ کی جُڑتے چلے زنجیر کے ٹکڑے
سُلجھتے جا رہے ہیں خواب کی تعبیر کے ٹکڑے

بڑی تھی مصلحت جو کھا گئے تھے جان کے دھوکہ

اُڑا دیں گے ابھی شیطان کے ہم چیر کے ٹکڑے

نمایاں ہیں ہزاروں بال تیرے ظرف عزت میں
ذرا مشکل نہیں کرنا تری توقیر کے ٹکڑے

بڑوں کا ہے ادب اُس کو نہ چھوٹوں کا لحاظ اُسکو
وہ خوش ہوتا ہے پاکر ہر جوان و پیر کے ٹکڑے

لگائے تھے غرض سو سو طرح سے تو نے پھندوں کو
مری تقدیر نے کردی تری تدبیر کے ٹکڑے

کہیں دل رہگیا، نظریں کہیں، اور دست و پا یک جا
گذر گہ پر اُلجھ کر رہ گئے رہگیر کے ٹکڑے

کسی نے کر دیا اؔسرار شاید خون مضموں کا
شکایت کر رہے ہیں کاغذی تحریر کے ٹکڑے

خیالِ عشق موسم کی طرح سالانہ آتا ہے   حباب آسا بشکل زندگی پروانہ آتا ہے
بوقتِ دید ہی کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں پی لیتا   ارے اُلّو ہوا ہے بر درِ میخانہ آتا ہے
بلائیں اک نہ اک اِن گلرخوں نے پال رکھی ہیں   مرا دل بھی تو موذی ہے بلا نوشانہ آتا ہے
یہ وہ کوچہ ہے انگریزوں کے جس میں ہوش اُڑتے ہیں   وہ کہلاتا ہے دیوانہ جو یاں فرزانہ آتا ہے

جگر کے زخم کے ٹانکے پھر اُس نے نوچ ڈالے ہیں طرح مصرعہ "لبوں تک خون میں ڈوبا ہوا افسانہ آتا ہے"

ابھی بس چُپ ہو، پینے دو سمتِ بتکدہ دیکھو لگائے شیخ ڈاڑھی ہاتھ بھر ورانہ آتا ہے
ہمارے بال و پر صیاد نے گو نوچ ڈالے ہیں لڑے مرتے ہیں جب بھی رہیاں میں دانہ آتا ہے
معافی گو نہ سمجھیں لطف پاتے ہیں قیامت کا زبانِ خامہ پر جب یار کا افسانہ آتا ہے

اجازت دے رکھی تھی اُس کو تو اسرار مدت سے
وہ کافر بھی غضب کرتا ہے کہ دزدانہ آتا ہے

متفرق کلام

از

شعرائے پوسد

منیرؔ۔ جناب منشی شیخ منیر صاحب چشتی صابری باسموی

جمعدار تحصیل پوسد

سرورِ ہر دو سرا کا روئے تاباں دیکھ کر
ہو گئے خجلت سے مہر و مہ پشیماں دیکھ کر
شان میں لولاک جن کی ربّ عالم نے کہا
رتبہ اُن کا کیوں نہ ہر مُرسل ہو حیراں دیکھ کر
جب شبِ معراج پہنچے عرش پر ختم الرسل
ہوتے تھے غلماں نچھاور حوریں قرباں دیکھ کر
تھی صدا ہر سمت سے آتی مبارکباد کی
آپ کو یا شاہِ دیں اللہ کا مہماں دیکھ کر
کہہ اُٹھے غنچے چٹک کر باغ میں صلِّ علیٰ
جلوۂ رخسار شاہنشاہِ ذیشاں دیکھ کر
غیرتِ مہرِ فلک ہے جب رُخِ شاہِ ہُدیٰ
کیوں نہ چھپ جائے قمر روئے درخشاں دیکھ کر

بھول جائیں گے چمک غیرت سے اختر عرش پر
سرورِ کون و مکاں کے دُرِّ دنداں دیکھ کر
بخششِ امت کی خاطر جا ملے اللہ سے
اپنی امت کو گناہوں سے پشیماں دیکھ کر
ہو گئی شیدا زلیخا حسنِ یوسف پر فقط
ہے فدا ساری خدائی روئے سلطاں دیکھ کر
توشۂ ابرار کا دل سے ثنا خواں ہے منیر
کیوں نہ خوش ہو ربِّ عالم تیرا دیواں دیکھ کر
ذکرِ محبوبِ خدا میں جو بشر شاغل نہیں
لطفِ وصلِ سرورِ عالم اسے حاصل نہیں
بزمِ نعتِ مصطفےٰ میں دل سے جو داخل نہیں
رحمتِ ربِ جہاں کے وہ بشر قابل نہیں
درد جس دل میں نہ ہو عشقِ رسول اللہ کا
کہتے ہیں عرشِ معلیٰ جس کو وہ یہ دل نہیں
اک اشارہ میں کیا ہے آپ نے شق القمر

کون ہے جو آپ کے اعجاز کا قائل نہیں
ہیں سبھی شاہ و گدا محتاج محبوبِ خدا
ہے کہاں ایسا کوئی جو در کا اُس کے سائل نہیں
ہوں فقط مشتاق دیدارِ جنابِ شاہ دیںؐ
حور و غلمان و پری پہ دل مرا مائل نہیں
ہوں ازل سے مدح خواں میں احمدِ مختار کا
کب مرا ہر شعر رحمت کے بھلا قابل نہیں
پُل صراط و حشر کی منزل کا طے کرنا منیرؔ
فضلِ حق سے اُمتِ احمدؐ کو کچھ مشکل نہیں
پردہ اُٹھ جائے اگر پھُول سے رُخساروں سے
بُلبلیں آ کے فدا ہوں ابھی گلزاروں سے
فردِ عصیاں مری دُھل جائیگی روزِ محشر
بخششِ سرورِ کونین کے فوّاروں سے
دردِ فرقت کے مریضوں کو شفا کب ہو گی
پردہ کب تک یہ شہِ پاک طلبگاروں سے

سرورِ دیںؐ کی رسالت کی شہادت کی صدا
آئی ہر سمت سے ہر سنگ سے اشجاروں سے

آپ چاہیں تو شہِ پاک بروزِ محشر
ہوگی اعمال کی پرسش نہ گنہگاروں سے

دولتِ عشق محمدؐ سے ہے دل میرا غنی
رتبہ کیونکر نہ بڑھے گا مِرا زرداروں سے

کینہ و بغض و حسد کبر کا تھا کچھ نہ اثر
بخدا پاک تھا دل آپ کا اِن چاروں سے

مشغلہ خوب ملا دل کے بہلنے کو منیرؔ
ہوگیا عشق مجھے نعتیہ اشعاروں سے

* * *

شوق ۔ جناب عبدالغفور صاحب متعلم اینگلو اردو سکول

پوسہ

مرجاتا، دل کا حال سناتا نہ تھا جناب
کس کو خبر تھی آپ یوں ہوں گے خفا جناب
بیٹھے بٹھائے مجھ کو گرفتار کر لیا
سرزد ہوئی ہے کون سی مجھ سے خطا جناب
دُنیا میں وہ جھکے گا نہ شیطاں کے سامنے
دل میں ہو جس کسی کے بھی خوفِ خدا جناب
دانستہ شوق تو نہ کرے گا خطا کبھی
خود رفتگی میں ہو تو ہو اُس سے خطا جناب
دل پریشاں ہو رہا ہے ابرِ باراں دیکھ کر
آ رہی ہے پھر کسی کی یاد طوفاں دیکھ کر
عشق کی منزل میں دیکھو خاک بھی حاصل نہیں
وہ بھی منزل سے اُڑی جاتی ہے جویاں دیکھ کر

گو مصیبت کا ہے مارا دل مگر مسرور ہے
رقص کرتا ہے تڑپ جاتا ہے پیکاں دیکھ کر

جراتیں بڑھتی چلی ہیں چشم پوشی پر تری،
پاؤں پھیلانے لگی وحشت بیاباں دیکھ کر

شوق تو نے زندگی سب عیش میں کاٹی و لے
کچھ نہ یاں تو کر سکا اوروں کے ساماں دیکھ کر

آرزو کا یا تمنا کا یہ دل حامل نہیں
اب تو ظالم تیرے ارماں کیلئے یہ دل نہیں

ہم سدا رہتے ہیں یاں پیکِ اجل کے روبرو
کام کیا ڈرنے سے اب ڈرنے سے کچھ حاصل نہیں

ہر گلستاں کی کلی آخر کو مرجھا جائے گی
یاں گلستاں میں کسی کو خاک بھی حاصل نہیں

رہنمائی کے لئے اب رہنما ملتا نہیں
اپنی منزل ہی سے واقف رہروِ منزل نہیں

تیرے ظلم و جور پر بھی شوق کی ہے جاں فدا اے دلِ ظالم ہمارا بیوفا تو دل نہیں

حسرت و آہِ شرربار سے ارمانوں سے
خانۂ دل ہے عبارت اِنھی دو چاروں سے

تیری فریاد تجھے کھینچ کے لائی صیاد
روک ظالم نہ کہیں ہاتھ کو اب تاروں سے

جو کہ ابرو کے اشارہ پہ مرا جاتا ہے
مارنا اُس کو تو بیکار ہے تلواروں سے

نام سے ساغر و مینا کے بھڑک جاتے ہیں
ایسی باتیں نہ کیا کر کبھی میخواروں سے

شوق لے آئی صبا نوحۂ تاراجئ گل
بُلبلیں نوچ کے پر پھینک دیں منقاروں سے

خاؔلی - جناب محمد اعظم صاحب ماسٹر جام تعلقہ پوسد

لڑکپن میں یہ مانا کبر رہتا ہے نہاں ہو کر

طرح مصرعہ "تکبر آہی جاتا ہے حسینوں کو جواں ہو کر"

حیا آنکھوں میں پنہاں ہے جھجک ہر بات سے ظاہر
غضب ڈھانے لگے ہو جانِ من اب تم جواں ہو کر

یہ سب قسمت کی گردش ہے وہ کرتے ہیں ستم ہم پر
رہا کرتے تھے آنکھوں میں ہمیشہ جو نہاں ہو کر

پڑا ہے واسطہ تجھ کو نہیں معلوم کس بُت سے
نہ حاصل ہو سکیگا کچھ تجھے محوِ بُتاں ہو کر

کبھی وہ دن بھی تھے خاؔلی کہ مرتے تھے حسینوں پر
کہیں کیا بات اب یہ رہ گئی ہے داستاں ہو کر

اس قدر بے رُخی ہے کس لئے غمخواروں سے
کیا ملے گا تمہیں جانِ جہاں اغیاروں سے

ہجر کی گھڑیاں کڑی ہو گئیں زنجیروں سے
عیش کے ساماں نظر آتے ہیں انگاروں سے

حسنِ گلشن جو پریشان ہو دم بھر کے لئے
بلبلیں نوچ کے پر پھینک دیں منقاروں سے
عشق کی راہ میں تو رکھ نہ قدم اے خالی
ساری دنیا ہے پٹی عشق کے بیماروں سے

ہم پریشاں ہوتے ہیں اُن کو پریشاں دیکھ کر
وہ ہوئے جاتے ہیں خوش ہمکو پریشاں دیکھ کر
گُل کی خوشبو سے ابھی گلشن مہک جانے کو ہے
شاد بلبل کیوں نہ ہو رنگِ گلستاں دیکھ کر
وہ جدائی میں بھی خالی دل کے اندر ہی رہے
چھیڑ کرتے ہی رہے وہ مجھ کو انجاں دیکھ کر

* * *

خادم۔ جناب خادم حسین صدیقی زیبائی متعلم سال دوم
اردو نارمل سکول امراؤتی

کریگی یوں فغاں اب عندلیب ناتواں کب تک
رہیگا آشیانہ میرا وقفِ بجلیاں کب تک

خبر اُن کو نہ ہو یہ غیر ممکن، بات کیا آخر
ہلاتا ہی رہے گا میرا نالہ آسماں کب تک

اُنہیں پر ختم ہو طرزِ تغافل، تا بکے ہر دم
مجھی پر ختم دنیا میں ہو اندازِ فغاں کب تک

ذرا اے دردِ دل اُٹھ لب تک آ اور لفظ بن تو بھی
رہیگا سنگ دل مجھ ہی سے مشتاقِ بیاں کب تک

بنے گا شکوۂ بیجا نوشتہ بخت بد تا کے
بیاں میرا لکھیں گی یہ بدلتی تیوریاں کب تک

دلِ وحشی ادھر اُمڈا تو ہوک اُٹھتے ہی دم ٹوٹا
نہ گھبرا کر اُٹھے پہلو سے میرے رازداں کب تک

دم آخر ہے، نازک وقت، قصہ طول، اے مہوش
سنائیں گی ہمارا حال آخر ہچکیاں کب تک
نہ آئے ہیں، نہ آئیں گے نہ آنے کی انھیں فرصت
دل وحشت زدہ آخر یہ فریاد و فغاں کب تک
وفا، تم اور خادم سے کرو کیونکر یقیں آئے
یہ بتلا دو سہو یہ ہجر کی اب سختیاں کب تک

غازیؔ - جناب غازی خاں صاحب متعلم انگلو اردو سکول

پوسد

جاں تڑپتی رہ گئی حالِ پریشاں دیکھ کر
خوب صدمے مجھ کو پہنچے اُن کے ساماں دیکھ کر

ہوش اپنے اُڑ گئے پستی کے ساماں دیکھ کر
"پاؤں پھیلانے لگی وحشت بیاباں دیکھ کر

ہے پتہ کچھ علم کا نہ کچھ ہنر کا ہے نشاں
"غیر کیونکر ہنس نہ دیں بے ساز و ساماں دیکھ کر"

مفلسی ہر روز بڑھتی جا رہی ہے قوم کی
رشک کرتے کیوں نہیں غیروں کے ساماں دیکھ کر

صرف یہ ڈرتے ہیں اُن لوگوں سے غازیؔ ہر کہیں
جو نہ ڈرتے ہوں کبھی شمشیر براں دیکھ کر

حمید - جناب عبدالحمید خاں صاحب متعلم اینگلو اُردو سکول پوسد

ہو رہا ہوں میں پریشاں بارِ عصیاں دیکھ کر
اہل محشر ہنس رہے ہیں مجھ کو گریاں دیکھ کر
ایک جلوہ ہی نظر آتا ہے مجھ کو ہر کہیں
ایسا بے خود ہو گیا ہوں روئے جاناں دیکھ کر
شمع نے محفل میں پروانے سے یوں ہنس کر کہا
تیری تیزی بڑھ گئی مجھ کو فروزاں دیکھ کر
جسقدر ہیں اہلِ دل محفل میں اُن سے پوچھ لے
کیا گذرتی ہے دلوں پر تجھ کو خنداں دیکھ کر
ایک مُدت سے گرفتار جنوں ہے تو حمید
ہنستے ہیں چھوٹے بڑے تجھ کو پریشاں دیکھ کر

قطعات تاریخ تالیف وطبع گلدستۂ

مراۃ سخن

قطعۂ تاریخ تالیف از نتیجۂ افکار گوہر بار مداح سیّد ابرار افضل الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین سیدنا ومولانا حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہٖ واولیاءِ امتہٖ وبارک وسلم۔ جناب مولانا صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقان بیابانی قادری چشتی اُویسی باسموی مدظلہ العالی مقیم پوسد ضلع یوت محل (برار) فیض یافتۂ درگاہ شریف حضور اقدس سراج الاولیاء

سیدنا و مولانا و مرشدنا حضرت دیوان صاحب منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متصل عیدگاہ منگرول پیر ضلع اکولہ (برار)

خوب کامل کا ہے یہ گلدستہ
ہیں دل و جاں سے اسکے سب خواہاں
لکھو خاقاں مصرعۂ تاریخ ،
ہے یہ گلدستۂ گلشن عرفاں

---

۵۰ ھ ۱۳

* * *

قطعۂ تاریخ تالیف وطبع از نتیجۂ افکار گوہر بار مدّاح سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محبوب رب العالمین حضور اقدس و انور سیّدنا و مولانا حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ و اولیاء اُمتہ وبارک وسلم

جناب صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقان بیابانی قادری چشتی اُویسی باسموی مقیم پوسد (برار) خلیفۂ حضور اقدس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا ومولانا حضرت سیّد شاہ غلام افضل صاحب بیابانی قادری رفاعی مدظلہ العالی نبیرۂ حضرت دادا پیر قبلہ سراج الاولیاء سیّدنا ومولانا سیّد شاہ افضل بیابانی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و

سجادہ نشین قاضی پیٹھ شریف ضلع ورنگل (دکن) و فیض یافتہ درگاہ شریف حضور اقدس قمر آسمان طریقت شمس فلک معرفت سراج الاولیاء سیدنا ومولانا ومرشدنا حضرت دیوان صاحب منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متصل عیدگاہ منگرول پیر ضلع آکولہ (برار)

خوب کامل کا ہے یہ گلدستہ   ہیں دل وجاں سے اسکے سب خواہاں
لکھو خاقاں مصرعۂ تاریخ ،   ہے یہ گلدستہ گلشن عرفاں
۵۰ ھ ۱۳

ایضاً در سنہ عیسوی

چھپ کے شائع ہوا ہے گلدستہ   ہو مبارک یہ دوستوں کو نوید
بلبل دل نے یہ کہی تاریخ ،   ماشاء اللہ نغمۂ توحید
۳۱ ھ ۱۹

قطعۂ تاریخ طبع

خوب لکھی ہے یہ کامل نے کتاب   سیر سے ہوتا ہے اس کے دور غم
کہہ دو یہ خاقان اس کا سال طبع   ہے یہ گلدستہ گلستان ارم

۵۱ ھ ۱۳

……

قطعۂ تاریخ از تصنیف لطیف جناب سید منظر علی صاحب منظر ہیڈ ماسٹر اینگلو اردو سکول پوسد ابن جناب سید خیرات علی صاحب نشتر مرحوم سرکل انسپکٹر پولس۔ امراتوی

یہ گلدستہ اک شمع بزم ادب ہی   ہی پروانہ اس کا ہر اک اہل محفل
پئے سال تالیف و ترتیب منظر   کہو روح پرور ہیں اشعار کامل

۵۰ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر جناب منشی شیر محمد خانصاحب حاذق چشتی نظامی ساکن پوسد ضلع یوت محل (برار) خلف اصغر جناب احمد خاں صاحب مرحوم سب انسپکٹر پولس

ہوا ہے ختم یہ گلدستہ جس دم
ہوئی بے حد مسرت ہم کو حاصل
کہا ہاتف نے اے حاذق پئے سال
کہو۔ اب دفتر اشعار کامل

۵۰ ھ ۱۳

* * *

۴۸۶

قطعہ تاریخ از جناب منشی الطاف حسین صاحب ساحر
اسسٹنٹ ماسٹر اینگلو اردو سکول پوسد ابر
جناب میراں بخش صاحب عرفی پنشنر اردو
صدر مدرس امراؤتی

کامل نے خوب لکھا واللہ یہ رسالہ
ہر شعر اسکا بیشک تعریف کے ہے قابل
کیجے نہ فکر ہرگز ساحر قلم اُٹھا کر
تاریخ اس کی لکھئے اب ۔ نور باغ کامل

۱۳۵۰ ھ